مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی
معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

اس شمارہ میں
■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ یادوں کے چراغ۔ کتابوں کی دنیا
■ حضرت عمر فاروقؓ کا عدل وانصاف
■ قربانی۔ تذکیر وموعظت کے چند نقوش
■ یہ انصاف نہیں طاقت کا نشہ ہے
■ اخبار جہاں۔ بزنس، روگار، کیریئر
■ طب وصحت، گوشۂ خواتین، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 30 مورخہ ۳ر ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۵ر اگست ۲۰۱۹ء روز سوموار

قربانی کا اقتصادی پہلو

تبرکات

علامہ سید سلیمان ندوی رحمة الله علیه

عیدالاضحیٰ جس کے معنی جشن قربانی کے ہیں، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تاریخی واقعہ کی یادگار ہے، اس وقت کے جو شامی بادشاہ عراق، شام اور مصر پر حکمراں تھے، وہ اپنے نمرودی وفرعونی کبر ونخوت میں مبتلا تھے، ہر جگہ آسمان کے ستاروں اور زمین کے بادشاہوں کی پوجا ہو رہی تھی، ضرورت تھی کہ ان نمرودوں اور فرعونوں کی جابر وظالم سلطنتوں کے حدود سے آزادی کسی سرزمین میں اس پیام حق کے لیے جو حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ دنیا میں آیا تھا، کوئی مرکز قائم کیا جائے، جو ہر قسم کی دنیاوی سرسبزی وشادابی سے پاک ہوتا کہ سلاطین کی حرص وآرزو کے ہاتھوں سے وہ ہمیشہ محفوظ رہے۔

انتخاب کی نظر عرب کی اس شور اور بنجر زمین پر پڑی، جس کا نام حجاز ہے، جو بحر احمر کے کنارے شام اور یمن کے دو زرخیز علاقوں کے بیچ میں آمد ورفت کا راستہ اور تجارت کے قافلوں کا گذرگاہ تھا، تاہم چونکہ وہ ہر قسم کی روئیدگی اور سیرابی سے مبرّا تھا، اس لیے اس میں کوئی مستقل آبادی نہ تھی، لیکن سوداگروں کی آمد ورفت سے وہ تبلیغ کا اہم مرکز ہوسکتا تھا، اس لیے زمین کے اس چھوٹے سے ٹکڑے کی قسمت میں ازل سے جو عزت مقدر ہوچکی تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں اس کے ظہور کا وقت آیا۔

حجاز دعوت حق کا مرکز قرار پایا، اور خانہ کعبہ کی تعمیر اور تطہیر کا حکم آیا، اور اس کی پاسبانی کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی سب سے پیاری اور اکلوتی اولاد حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کا منظر خواب میں دکھایا گیا، اس جسمانی قربانی کے خواب کی تعبیر روحانی قربانی تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مروہ پہنچ کر اپنے خواب کی جسمانی تکمیل کرنی چاہی تو نداء آئی اے ابراہیم، تم اپنے خواب کو پورا کر چکے، اور اب اس خواب کی تعبیر وہ ”ذبح عظیم“، یعنی عظیم الشان قربانی ہے، جو اپنی جان کو راہِ حق میں دیکر اور اپنے مال کو خدا کی راہ میں لٹا کر ادا کر سکتے ہو، اس رمز کی جسمانی تمثیل جانور کی قربانی ہے، جو ہر حاجی پر ہر سال فرض ہے، ہر مسلمان پر جس میں استطاعت ہو واجب ہے۔

اس خواب کی حقیقی تعبیر کی تکمیل میں حضرت ابرہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے کو شام کے مرغزار سے لاکر حجاز کے بے آب ودانہ اور شورزمین میں خانۂ خدا کے پاس آباد کیا، تاکہ حق کا پیغام اور توحید کی دعوت سلاطین زمانہ کی جابرانہ تعدی سے محفوظ رہ کر آخری پیغام الٰہی کے ظہور کے لیے تیار رہے۔

اس بے آب وگیاہ، بنجر اور شورزمین میں کسی انسانی آبادی کی بقا، کسی مادی اقتصادی انتظام کے بغیر ناممکن تھی، اور ہے اور اس کے لیے قدرتِ الٰہی نے دو انتظام کیئے، حج اور قربانی، حج کو علاوہ اپنے روحانی فیوض وبرکات کے اقوام عالم کی تجارتی نمایش گاہ یا عالمگیر تجارتی میلہ ٹھہرایا، اشہر حرم کے مامون زمانہ میں عرب کے سارے گوشوں سے تاجر اور سوداگر آتے اور مکہ کے میدان میں قیام کر کے سال بھر کی روزی پیدا کرتے۔

اسی نکتہ کو سامنے رکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعاء کے معنی سمجھئے: ”اور جب ابراہیمؑ نے کہا اے میرے پروردگار! اس کو امن والا شہر بنا اور یہاں کے رہنے والوں کو کچھ پھلوں میں سے روزی کر۔“ ”اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد بن کھیتی کے میدان میں تیرے عزت والے گھر کے پاس اس لیے بسائی ہے کہ نماز کو قائم کریں، تو انسانوں کے کچھ دلوں کو ان کی طرف مائل کر، اور ان کو کچھ پھلوں کی روزی دے تاکہ وہ شکرگزار ہوں“۔

حج کی تجارتی گرم بازاری اور حاجیوں کی آمد ورفت سب اسی لیے ہے، تاکہ اس کے ذریعہ اس ویرانہ کی روحانی وجسمانی ومالی آبادی ہو، اسلام آیا تو لوگوں نے سمجھا کہ روحانی مقصد سے حج کے مالی مقاصد رد کر دیئے گئے، مگر خدا نے تصریح کی کہ ایسا نہیں ہے، فرمایا: ”تمہارے لیے یہ گناہ نہیں کہ (حج میں) خدا کی روزی کو تلاش کرو“۔

اسی لیے خدا کی روزی تلاش کرنے والے حاجیوں کے لیے راستوں کے امن کا حکم دیا گیا، فرمایا: ”اے ایمان والو! اللہ کے شعائر کی بے توقیری نہ کرو، اور نہ حرمت والے (حج) کے مہینے کی اور نہ حج کی قربانی کی اور نہ قربانی کے جانوروں کے پٹوں کی اور نہ ان کی جو عزت والے گھر (کعبہ) کے قصد سے نکلے ہوں، اپنے پروردگار کے فضل (تجارت) اور اس کی رضامندی کی تلاش میں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حج کے اغراض میں ایک اہم غرض اس کا تجارتی اور اقتصادی پہلو ہے، دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس اعلان کا حکم ہوا تھا۔ ”اور لوگوں میں حج کو پکار دے، وہ پیادہ اور ہر دبلی پتلی سواریوں پر ہر دور دراز راستہ سے تیرے پاس آئیں گے، تاکہ اپنے (دینی ودنیاوی) منافع کے مقاموں پر حاضر ہوں اور چند مقررہ دنوں میں اللہ کا نام جانوروں پر لیں، جو ہم نے ان کو روزی کیے، تو ان جانوروں کے گوشت میں سے کچھ کھاؤ اور بدحال فقیروں کو کھلاؤ۔“

ان آیتوں میں اس کی تصریح ہے کہ حج کے مقاصد میں سے ایک خاص مقصد یہ ہے کہ لوگ تجارتی ومالی منافع کے مقاموں پر اکھٹے ہوں اور باہم مبادلہ اور خرید وفروخت سے اقتصادی فائدے اٹھائیں، اسی لیے متعدد مفسروں نے آیت میں منافع سے مراد تجارت لی ہے، اور کسی نے مغفرت، مگر اکثروں نے ان دونوں کو شامل کیا ہے۔

آیت میں اس بات کی بھی تصریح ہے کہ قربانی سے مقصود یہ ہے کہ جانوروں کی جو نعمت انسانوں کو ملی ہے، اس کا وہ شکریہ ادا کریں، اور اس مسرت اور جشن کے موقع پر خود اس کا گوشت کھائیں، اور فقیروں اور مسکینوں کو کھلائیں کہ وہ بھی اس خوشی میں شریک ہو سکیں، قربانی کا یہ مقصد نہیں کہ نفس جانور کی خون ریزی خدا کو محبوب ہے، یا اس کا گوشت اس کو پسند ہے۔ فرمایا: ”اللہ کے پاس قربانی کے جانور کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا، بلکہ تمہارے (دل کی) پرہیزگاری پہنچتی ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ حج میں قربانی کی غرض ایک تو یہ ہے کہ اس جشن میں دعوت کا سامان ہو، دوسری غرض یہ ہے کہ بدحال فقیروں کو کھلایا جائے، اس لیے قربانی کے اتنے حصے کے علاوہ جو ذاتی صرف میں آئے، بقیہ کل گوشت پوست سب فقیروں کو ہدیہ ہے۔

دولت کا سرچشمہ تین چیزیں ہیں، زراعت، صنعت اور مویشی کی پرورش، عربوں کے پاس نہ زراعت تھی اور نہ صنعت، اس لیے دوسری قوموں کے تجارتی سامانوں کی دلالی کے بعد جو چیز ان کی دولت کا سرمایہ ہے وہ جانوروں کی پرورش ہے، اور یہی ان کی سب سے بڑی دولت ہے۔

بے مایہ عربوں کو بیت حرام کی پاسبانی کی اُجرت اور ان کی اقتصادی امداد کا ذریعہ یا تو خیرات ہوسکتی تھی، جو حد درجہ ان کی دنانت اور پست حالی کو ہر حال میں بڑھاتی، جس طرح وہ آج کل خلافِ شریعت خیرات لے لے کر تمام دنیا کی نگاہوں میں عربوں کی عزت کو بٹہ لگا رہے ہیں، یا کوئی دوسری صورت ہوتی، اسلام نے دوسری صورت نکالی، اور وہ ان کی پرورش کے لیے تجارت، حاجیوں کا کرایہ مکان، حاجیوں کی خدمت کی مزدوری، حاجیوں کی سواری کی اُجرت اور دوسرے ذریعے مقرر کیے ہیں، انہیں میں سے ایک قربانی بھی ہے۔ (معارف ۱۹۳۷ء)

”اس بے آب وگیاہ، بنجر اور شور زمین میں کسی انسانی آبادی کی بقا، کسی مادی اقتصادی انتظام کے بغیر ناممکن تھی، اور ہے اور اس کے لیے قدرت الٰہی نے دو انتظام کیے، حج اور قربانی، حج کو علاوہ اپنے روحانی فیوض وبرکات کے اقوام عالم کی تجارتی نمایش گاہ یا عالمگیر تجارتی میلہ ٹھہرایا، اشہر حرم کے مامون زمانہ میں عرب کے سارے گوشوں سے تاجر اور سوداگر آتے اور مکہ کے میدان میں قیام کرکے سال بھر کی روزی پیدا کرتے۔“

قربانی کا جذبہ

”کوئی قوم اطاعت، فرماں برداری اور قربانی کے بغیر ترقی نہیں کرسکتی، کامیابی انہیں کے قدم چومتی ہے جن میں یہ دونوں باتیں ہوں، آپ انبیاء کرام کی سیرت پڑھیں، صحابہ کرام کے حالات پڑھیں، جو چیز آپ کو ان کی زندگی میں سب سے زیادہ واضح طور پر ملے گی وہ خدا کی اطاعت اور مقصد کے لئے قربانی کا جذبہ ہے۔“

(امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ)

بلا تبصرہ

”ملک کے آئین، جمہوریت اور مستقبل کے تحفظ کے لئے کسی نئی طاقت کا ابھرنا ضروری ہے اور ایسی کوئی طاقت اس وقت نظر نہیں آ رہی ہے، ہندوستانی جمہوریت پر ناز کرنے والی دنیا بھی حیران ہے کہ ہندوستان کہاں جا رہا ہے۔“

(انقلاب جدید پٹنہ)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

اللہ کی کھلی ہوئی نشانیاں

اور آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا الگ الگ ہونا بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، یقیناً اس میں سمجھ دار لوگوں کے لئے دلیلیں ہیں۔ (سورہ روم ۲۲)

مطلب:۔ اللہ رب العزت نے اس آیت میں اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کی چند نشانیوں کا تذکرہ کرکے انسانوں کو غور وفکر کی دعوت دی، اور انہیں ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا کہ اللہ ہی ساری کائنات کا مدبر وکارساز ہے، خالق ہے، اور وہی عبادت وبندگی کے لائق ہے یعنی کفر وشرک کی تمام آلائشوں سے خود کو آزاد ہوکر اللہ کے لئے ہوجاؤ اور کہو میں نے اپنا رخ پوری یکسوئی کے ساتھ اس ذات کی طرف کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں (انعام) گویا اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی عظمت ورفعت کو خلقت ارض وسماء سے ملایا، اس لئے بندگی کا تقاضا یہی ہے کہ وہی عبادت کے لائق ہے، آیت کے سیاق وسباق میں اللہ نے پہلے انسانی تخلیق کے عناصر ترکیبیہ بیان کی، پھر صنف عورت کی پیدائش کا مقصد بتلایا اور اس کے بعد زمین وآسمان کے پیدا کرنے اور انسانوں کے مختلف طبقات کے رنگوں اور ہجوں کا مختلف ہونے کی حکمتیں بیان فرمائیں، اب ذرا غور کیجئے کہ اس وقت دنیا میں لاکھوں نہیں کروڑوں لوگ موجود ہیں، اور نہ جانے کتنے کروڑ دنیا سے گذر چکے اور نہ معلوم قیامت تک کتنے لوگ دنیا میں آئیں گے، لیکن ہر ایک کی زبان الگ، کلچر اور تہذیب جداگانہ، رنگ وروپ ایک دوسرے سے مختلف، ایک خطہ اور علاقہ کے رہنے والوں کا طرز تکلم الگ یہاں تک کہ ایک ہی ماں باپ کی اولادوں کے چہرے مہرے الگ الگ، کیا کوئی بڑا آرٹسٹ اور فنکار اس کی ادنی سی مثال بھی پیش کرسکتا ہے، اور پھر یہ کہ زبان اور رنگ وروپ کا اختلاف انسان کے لئے بہت بڑا انعام بھی ہے کیونکہ اسی سے انسان کی شناخت وپہچان قائم ہوتی ہے، اگر تمام لوگ سرسوں کے پھول کی طرح ایک ہی رنگ وروپ کے ہوتے تو مختلف انسانوں کے درمیان امتیاز کرنا دشوار ہوتا، مگر قادر مطلق نے سب کے رنگوں کو جداگانہ بنایا اور ذات باری کی تخلیق وصفت گری کا کمال ہے، فتبارک اللہ احسن الخالقین ، یہ اللہ کی ایسی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جس کو ہر آنکھوں والا دیکھ سکتا ہے، اس لئے آیت کے اختتام پر ارشاد فرمایا ان فی ذلک لآیت للعالمین ان میں بہت سی نشانیاں ہیں سمجھ رکھنے والوں کے لئے ، کہ وہ اللہ تعالی کو اپنا ماویٰ وملجا بنائے اور اپنے تمام معاملات میں اس سے رجوع کرے، اسی کے آگے دست سوال دراز کرے، کیونکہ جس انسان نے اپنے حقیقی مرکز سے انحراف کیا اس کو ذلت ونکبت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آیا، اور اس کی اخروی زندگی بھی تباہ ہوگی، اس لئے ہر انسان کو اللہ کی وحدانیت پر پختہ یقین ہونا چاہئے اور اسی سے حاجت روائی کرنی چاہئے۔

عفت وعصمت کی حفاظت

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بڑی بہن حضرت اسماء ایک دفعہ باریک کپڑوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئیں، تو آپؐ نے فرمایا کہ اے اسماء جب عورت بالغ ہوجائے تو چہروں اور ہتھیلیوں کے سوا اس کے جسم کا کوئی اور حصہ دیکھنا جائز نہیں (ابوداؤد شریف کتاب اللباس)

وضاحت:۔ اسلام نے مرد وزن کو ہر حال میں اپنی عفت وعصمت کی حفاظت کرنے کی تاکید کی اور اس کو شرافت انسانی اور اخلاقی محاسن کا جز وتصور کیا، چنانچہ کتاب وسنت میں پاکباز لوگوں کی تعریف وتحسین کی گئی، خاص کر عورتوں کی عصمت کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حٰفظٰت للغیب اپنے شوہروں کی غیر حاضری میں اپنی عزت وآبرو کی پوری حفاظت کرتی ہیں اور جو عورتیں عریانیت وفحاشی کرتی ہیں ان کے لئے سخت وعید بیان کی ، ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے شوہر کے مکان کے علاوہ کسی اور جگہ اپنے کپڑوں کو اتارتی ہے وہ اپنے اور اپنے رب کے درمیان تعلق کو توڑتی ہے (مسند احمد) چونکہ اللہ نے عورتوں کے جسم میں مردوں کے لئے ایک فطری کشش رکھی ہے، اس لئے حکم ہے کہ جب مسلمان عورتیں گھر سے باہر نکلیں تو اپنے کو ایک چادر سے ڈھانپ لیں تاکہ زیبائش وآرائش کا ہر نقش راہ گیروں کی آنکھوں سے اوجھل رہے اور یہ پہچان رہے کہ یہ عزت والی شریف عورتیں ہیں، ان کو چھیڑنا تو کجا ان کی طرف نظر بھر کر دیکھنا بھی معیار شرافت کے خلاف ہے، اس طرح شریعت نے بے حیائی وبدکاری اور معصیت سے بچنے کے لئے دور دور تک پہرے بٹھائے، مثلاً نگاہیں نیچی رکھیں، غیروں کو اپنے اندر کے بناؤ وسنگار نہ دکھائیں، اپنے زیوروں کے جھنکار کسی کو نہ سنائیں، باہر نکلیں تو سارے جسم پر چادر ڈال کر نکلیں اور جو لباس وہ اپنے گھروں میں اپنے محرموں کے سامنے پہنیں وہ اتنا چست نہ ہو کہ اس کے ذریعہ جسم کے نشیب وفراز اس میں سے نمایاں ہوجائیں اور وہ لباس اتنا باریک نہ ہو کہ اس سے جسم جھلکے، ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رب کاسیۃ فی الدنیا عاریۃ فی الآخرۃ، بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں لباس تو پہنتی ہیں لیکن وہ آخرت میں برہنہ ہوں گی، اس لئے کہ وہ لباس یا تو باریک بہت ہے یا بہت چست ہے، جس کے نتیجہ میں جسم ظاہر ہورہا ہے، مفتی تقی عثمانی صاحب نے لکھا ہے کہ قرآن مجید نے لباس کے دو مقصد بیان کئے ہیں، ایک یہ کہ وہ تمہارے ستر کو چھپائے اور دوسرے یہ کہ وہ تمہارے لئے زینت کا سبب ہو، آج کی دنیا نے لباس کا پہلا مقصد ختم کردیا وہ چست لباس جس سے انسان کا ستر ظاہر ہو وہ لباس شرعی اعتبار سے لباس کے اصل مقصد کو فوت کردیا ہے، اسلئے ایسا لباس پہننا جائز نہیں، بہرحال شریعت نے عورت کو پہلا حکم یہ دیا ہے کہ ایسا چست اور ایسا تنگ وباریک لباس نہ پہنے جس کے اندر سے اس کا جسم جھلکے اس لئے کہ سوائے چہرے اور ہاتھوں کے پورا جسم عورت کا ستر قرار دیا گیا، اسی بنیاد پر اللہ کے رسولؐ نے حضرت اسماءؓ کو پردہ کرنے کا حکم دیا۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

جس گاؤں میں نماز عید الاضحیٰ ہوتی ہو، وہاں نماز سے قبل قربانی کا حکم:

ایسا گاؤں جہاں جمعہ اور عیدین کی نماز ہوتی ہو، وہاں نماز عید الاضحیٰ سے قبل قربانی درست ہے یا نہیں؟ بہت سی بستیوں میں نماز ہوتی ہے، اس کے باوجود وہاں کے لوگ نماز سے پہلے قربانی کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گاؤں میں صبح صادق کے بعد قربانی درست ہے۔

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

شہر یا ایسا گاؤں جہاں جمعہ اور عیدین کی نماز واجب ہے، وہاں نماز سے قبل قربانی درست نہیں ہے؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی اور نماز میں ترتیب مقرر فرمادی ہے کہ پہلے نماز پڑھی جائے گی، پھر قربانی کی جائے گی، یہی ہماری سنت ہے، جس نے اس کے مطابق عمل کیا، اس نے سنت کے مطابق عمل کیا اور جس نے اس کی خلاف ورزی کی؛ یعنی نماز سے پہلے قربانی کی، اس نے قربانی نہیں؛ بلکہ گوشت خوری کا انتظام کیا۔

إن أول ما نبدأ به في يومنا هذا أن نصلي ثم نرجع فننحر ،فمن فعل ذلک فقد أصاب سنتنا ،ومن ذبح قبل فإنما هو لحم قدمه لأهله ،ليس من النسک في شيء. (صحيح لمسلم، كتاب الأضاحي: ۱۵٤/۲) ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علہ وسلم نے سخت تاکید کی کہ نماز سے پہلے کوئی شخص ہرگز قربانی نہ کرے: **لايضحين أحد حتى يصلي.** (مسلم: ۱۵۴/۲)

بلکہ کسی نے اگر نماز سے پہلے قربانی کرلی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نماز کے بعد اعادہ؛ یعنی دوسرے جانور کی قربانی کا حکم دیا: **من ذبح قبل الصلاة فليذبح شاة مكانها.** (مسلم: ۱۵۳/۲)

لہذا صورت مسئولہ میں مذکورہ بستیاں جہاں عید الاضحیٰ کی نماز ہوتی ہے، وہاں نماز سے قبل قربانی درست نہیں ہے، لوگوں پر ضروری ہے کہ وہ نماز سے قبل قربانی سے مکمل احتراز کریں اور مغالطہ میں نہ پڑیں؛ کیوں کہ فقہا نے جس قریہ میں صبح صادق کے بعد قربانی کی اجازت دی ہے، اس سے مراد وہ قریہ اور وہ جگہ ہے، جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی ہے، چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے: **ان كان هو (المضحي) في المصر والشاة في الرستاق أو في موضع لا يصلي فيه وقد كان أمر أن يضحوا عنه فضحوا بها بعد طلوع الفجر قبل صلاة العيد فإنها تجزيه.** (بدائع الصنائع: ۲۱۳/٤) رہ گیا وہ گاؤں جہاں جمعہ وعیدین کی شرائط نہ پائے جانے کے باوجود لوگ نماز جمعہ وعیدین ادا کرتے ہیں، وہاں والوں کو بھی چاہئے کہ نماز سے فراغت کے بعد ہی قربانی کریں؛ کیوں کہ مذکورہ احادیث کے عموم کے پیش نظر احتیاط اسی میں ہے۔

عقیقہ یا قربانی:

زید صاحب نصاب ہے، اس نے قربانی کی نیت سے ایک بکرا پال رکھا ہے؛ لیکن اسے معلوم نہیں کہ اس کا عقیقہ بھی ہوا ہے یا نہیں؟ اب چاہتا ہے کہ اس بکرے کو عقیقہ میں ذبح کرے، اس کا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

قربانی کے دنوں میں صاحب نصاب پر قربانی ضروری ہے؛ کیوں کہ قربانی واجب ہے اور عقیقہ مستحب ہے، لہذا صورت مسئولہ میں شخص مذکور پر ضروری ہے کہ وہ قربانی کرے، خواہ اس کا عقیقہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ فقط

گلٹی والے جانور کی قربانی:

جانور کی گردن یا بدن کے کسی حصہ پر گلٹی نکل جاتی ہے، ایسے جانور کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

ایسا جانور جس کی گردن یا جسم کے کسی حصہ پر گلٹی نکل جائے؛ لیکن اس گلٹی کی وجہ سے اس جانور کی صحت متاثر نہ ہو تو اس کی قربانی شرعا جائز ودرست ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ۵۱۷/۷) فقط

دسویں ذی الحجہ کو کھانے کی ابتدا:

زید دسویں ذی الحجہ کو قربانی کا ارادہ رکھتا ہے، قربانی کا گوشت تیار ہونے میں کافی تاخیر ہوجاتی ہے؛ کیوں کہ قصاب جلدی ملتا نہیں ہے، ایسی صورت میں وہ اتنی دیر بغیر کچھ کھائے پیئے نہیں رہ سکتا ہے، سوال یہ ہے کہ وہ کچھ کھا پی سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

دسویں ذی الحجہ کو جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو، اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ کھانے کی ابتدا گوشت سے کرے، یہ صرف مستحب ہے، اگر کسی نے اس کے خلاف کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ (ردالمحتار: ۶۰/۳) فقط

حالت احرام میں کمر میں بیلٹ کا استعمال:

حالت احرام میں کمر درد اور تکلیف کی وجہ سے بیلٹ کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

مذکورہ عذر کی وجہ سے بحالت احرام کمر میں بیلٹ کا استعمال شرعاً جائز ودرست ہے۔ **ولو عصب موضعا آخر من جسده لا شيء عليه وإن كثر لكنه يكره من غير عذر.** (الفتاویٰ الهندية: ۲٤۲/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھـــــــلــــــــواری شـــــــــریف

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 30 مورخہ ۳/ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۵/اگست ۲۰۱۹ء روز سوموار

قربانی کا پیغام

عید قربان کے ایام ہر سال آتے ہیں اور گذر جاتے ہیں، لیکن کم تر لوگ ہی ہیں جو اس بات پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرتے ہوں گے کہ اس تاریخی فریضہ کی حقیقت واہمیت اور آج کے دنوں میں اس کی معنویت کیا ہے؟ اس کی روح کیا ہے اور اس کے پیچھے کون سا مقصد پوشیدہ ہے، اس میں آخر ایسی کون سی خصوصیت ہے جن کی بنا پر اس تاریخ کو قیامت تک کے لئے یادگار قرار دیا گیا اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ تاریخ کے ہر دور میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے مال ودولت، جاہ ومنصب، جذبات وخواہشات اور اپنے جسم وجان کی قربانی پیش کرنے میں کبھی کسی تامل اور پس وپیش سے کام نہیں لیا، آج سے سیکڑوں سال پہلے ایک خاندان کے تین افراد نے ایک ایسی ہی قربانی اللہ کے حضور پیش کی جو ہر اعتبار سے بےنظیر وبے مثال تھی، اور جس کی یاد سیکڑوں سال گذر جانے کے بعد بھی منائی جاتی ہے، یہ عظیم المرتبت شخصیت سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تھی جنہوں نے اللہ کی رضا وخوشنودی کی خاطر اپنے عزیز ترین لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے پیش کر دیا اور اس کے ذریعہ دنیائے انسانیت کو استقامت، ثابت قدمی، صبر وتوکل اور عزم واستقلال کا عملی درس دیا کہ ایک مسلمان اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا بھی شکر ادا کرتا رہے، اپنے نفس کو رذالت کی آلائشوں سے پاک رکھے، دل میں فداکاری وجاںنثاری کے جذبہ کو فروغ دے۔

ہماری قربانی دراصل اسی سنت ابراہیمی کی تجدید واحیا ہے، خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی فرماں برداری کی اس ادا کو قیامت تک کے لئے مسلمانوں کا شعار قرار دے کر جانوروں کی قربانی واجب فرمادی، عید قرباں یا عید الاضحیٰ کا سالانہ جشن اور اس میں غریبوں اور مسکینوں کے کھلانے اور دوستوں کی ضیافت اور خوشی کے اظہار کے لئے کسی جانور کی قربانی اسی واقعہ کی یادگار ہے کہ انسانوں کو اللہ کی خوشنودی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینا چاہیے، یہی انسانیت کی تکمیل ہے۔

ہماری قربانی حقیقت میں ابراہیمی قربانی کی نقل ہے اور اب یہ ہمارے حوصلہ وہمت کی بات ہے کہ ہم اس نقل کو اصل کے قالب میں ڈھالنے میں کامیاب ہوتے ہیں یا نہیں؟ اس نقل کی کامیابی کا تمام تر مدار ورشتہ عبدیت کے احساس اور ادب تقویٰ کے پاس پر ہے اور دراصل یہی چیز قربانی میں مطلوب بھی ہے، جو اللہ کے یہاں شرف قبولیت کا باعث ہوتا ہے، جب تک نفس کو پامال نہ کیا جائے اور جان ومال کو قربانی کے لئے پیش نہ کیا جائے، محبوب کی رضا وخوشنودی تک رسائی نہیں ہوسکتی ہے، دنیا کی ہر قوم اور ہر مذہب میں قربانی کا تصور کسی نہ کسی طرح پایا جاتا ہے، حتی کہ قدیم ہندوؤں میں بھی قربانی کی رسم ملتی ہے، یہودیوں عیسائیوں اور قدیم عرب جاہلیت میں بھی قربانی کی رسم جاری تھی، وہ اپنی اپنی قربانی کے خون اور گوشت وپوست خانہ کعبہ کی در و دیواروں کے اندر رکھے ہوئے بتوں میں لتھیڑ دیتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ اس طرح قربانی کا خون اور گوشت خدا کو پہونچتا ہے، اس باطل عقیدے کی تردید میں قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی ''لن ینال اللہ لحومھا ولا دمائھا ولکن ینالہ التقوی منکم ''اللہ کے یہاں نہ ان جانوروں کا گوشت پہونچتا ہے اور نہ ان کا خون، لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہونچتا ہے، قربانی کا گوشت وپوست مقصود اصلی نہیں ہے، بلکہ قربانی کا اصل مقصد یہ ہے کہ رب ذوالجلال ہمارے جذبہ عبودیت اور غلبہ شوق کو دیکھنا چاہتے ہیں کہ جذبہ اطاعت اور کس قدر اخلاص ہمارے دلوں میں پایا جاتا ہے اسی لئے اسلام نے مسلمانوں کو تعلیم دی کہ وہ خوش دلی کے ساتھ قربانی کریں حدیث میں ہے ''فطیبوا بھا نفسا ''خوش دلی اور شوق سے قربانی کیا کرو، مگر آہ رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی، اور ابراہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے، ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں مگر بنا لیتی ہیں تصویریں، قربانی کا پیغام یہ ہے کہ چھری صرف قربانی کے جانوروں پر ہی نہ پھیرے بلکہ اصنام خیالی اور تماثیل قلبی کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیں ہر تمنائے خام اور سودائے ناتمام کو دل سے نکالیں، آج امت جن خطرات وحوادث سے دوچار ہے ان میں کئی قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے کیا ہم اس کا حوصلہ رکھتے ہیں کہ جانوروں کی گردن پر چھری چلاتے وقت قربانی کی اصل روح کو تازہ کرکے اپنی ہر ایک خواہش پر چھری چلا دیں، دراصل یہی قربانی حقیقی کہلانے کی مستحق ہے اور یہی مطلوب بھی ہے۔

آیئے ہم اس جذبہ ابراہیمی کو دل میں تازہ کریں اور پھر اس کی برکتوں کے انوار ہم بھی دیکھیں گے اور ہماری آنے والی نسلیں بھی۔

ہوشیار رہئے۔ بیدار رہئے

مرکزی حکومت نے لوک سبھا میں انسداد دہشت گردی قانون ترمیمی بل کو پاس کرا لیا اور اب اس کو راجیہ سبھا میں منظوری کے لئے بھیجا جائے گا، اس بل کے پاس ہونے کے بعد حکومت اور قومی تفتیشی ایجنسی کے اختیارات لامحدود ہو جائیں گے، وہ کسی تنظیم یا جماعت کو ہی نہیں کسی بھی فرد کو دہشت گرد قرار دے سکتی ہے اور اس کے اثاثہ کو ضبط کر سکتی ہے، اس بل کو پیش کرتے ہوئے وزیر داخلہ مسٹر امیت شاہ نے واضح لفظوں میں کہا کہ کسی مخصوص فرد کو غیر قانونی سرگرمیاں (روک تھام) قانون کے دائرہ میں لانا ضروری تھا اس لئے حکومت کو ترمیمی بل لانا پڑا، وزیر داخلہ کے الفاظ وانداز اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اب اس بل کے ذریعہ ملک کا کوئی شہری اپنے کو محفوظ تصور نہیں کرے گا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بل کے مضمرات نہایت ہی خطرناک ہیں کہ خدشات وشبہات کی بنیاد پر کبھی بھی کوئی شخص حکومت کے نشانے پر آ جائے گا، جیسا کہ ان دنوں تامل ناڈو میں صرف شک وشبہ کی بنیاد پر متعدد مسلم نوجوان پابند سلاسل کر دیئے گئے، اسی بنیاد پر اپوزیشن پارٹیوں نے بل کی مخالفت کی اور مطالبہ کیا کہ اس بل کو پارلیامنٹ کی اسٹینڈنگ کمیٹی اور جوائنٹ سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے مگر برسر اقتدار پارٹیوں نے اس مطالبہ کو مسترد کر دیا، کیونکہ حکومت کا منشا واضح ہے کہ کس طرح ملک کے ایک مخصوص طبقہ کو مورد الزام ٹھہرایا جائے اب اس کے نتیجہ میں سلامتی ایجنسیوں کے ذریعہ غیر ضروری سخت گیر رویہ اور قانون کے غلط استعمال کی وجہ سے عوامی سطح پر برگشتگی کا ماحول بنے گا، ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ قانون نہ بنایا جائے، دہشت گردی کے انسداد کے لئے قانون ضرور بنایا جائے لیکن اس کے غلط استعمال سے بھی روکا جائے، قانون کی بالادستی سے کسی کو انکار نہیں لیکن اس معاملہ میں بھی انسانی حقوق کے پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے، کانگریس کے دور حکومت میں بھی اس طرح کے قانون بنے تھے جس کو بعد میں سیاسی طالع آزماؤں نے اس کو اپنے سیاسی مفاد کے لئے استعمال کیا جس کی وجہ سے ملکی حالات پر منفی اثرات پڑنے لگے اس لئے اس قانون کے ذریعہ بھی کوئی ایسا طریقہ کار نہ اختیار کیا جائے جس سے حقوق انسانی کی خلاف ورزی کے واقعات رونما ہونے لگیں، گرچہ وزیر داخلہ نے ایوان کو یقین دلایا کہ اس کا غلط استعمال نہیں ہوگا، مگر اس قانون کے دھار کے نوکیلے رخ اشارہ دے رہے ہیں کہ اس قانون کی زد میں کون کون لوگ آئیں گے، کیونکہ ایک سیاسی تجزیہ نگار نے لکھا ہے کہ لوک سبھا ۲۰۱۹ء کی انتخابی مہم کے دوران نریندر مودی اور امیت شاہ نے کانگریس پر الزام عائد کیا کہ اس نے ہندوؤں کو دہشت گرد کہا جبکہ ہندو دھرم کی پانچ ہزار سال پرانی تاریخ میں ایک بھی ہندو دہشت گرد نہیں ہوا اور نہ کبھی ہو سکتا ہے، سکھ، بودھ اور جین ہندو دھرم کا حصہ تو نہیں ہیں لیکن کہیں نہ کہیں اس سے منسلک ضرور ہیں، تو اب باقی مسلمان ہی بچے جن کے لئے یہ سخت قانون بنایا گیا ہے، یہ قانون صرف مسلمانوں کے لئے ہے اس کا ٹھوس ثبوت یہ ہے کہ پارلیامنٹ میں بل پر بولتے ہوئے وزیر داخلہ نے کہا کہ دہشت گردی مخالف قانون میں ترمیم کرکے اسے مزید سخت بنانے کی ضرورت ہے تاکہ یاسین بھٹکل جیسے دہشت گرد زیادہ دنوں تک قانون سے نہ بچ سکے، امیت شاہ اگر چاہتے تو کہہ سکتے تھے کہ قانون کو مزید سخت بنانا اس لئے ضروری ہے تاکہ دہشت گرد قانون کی گرفت سے نہ بچ سکیں، لیکن انہوں نے دہشت گرد نہ کہہ کر یاسین بھٹکل کا نام لیا اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ وزیر داخلہ کی نگاہ میں صرف مسلمان ہی دہشت گرد ہیں اور انہیں کے لئے قانون میں ترمیم کا بل لایا اور پاس کرایا گیا (اداریہ فاروقی تنظیم) اس واضح ثبوت کے بعد بات اب ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ مسلمانوں کے عرصہ حیات کو تنگ کرنے کے لئے یہ ترمیمی بل لایا گیا، ان مشکل حالات میں ذرا ہمیں سنبھل کر رہنا ہوگا، ہوشیار بھی رہنا ہوگا اور بیدار بھی رہنا ہوگا، اللہ ہمارا حامی ومددگار رہے۔

کرناٹک میں بدلتا سیاسی منظرنامہ

کرناٹک میں کئی دنوں کے سیاسی بحران اتھل پتھل اور کش مکش کے بعد بالآخر مسٹر کمار سوامی کی حکومت گر گئی اور بی جے پی دوبارہ برسر اقتدار ہو گئی، بات دراصل یہ ہے کہ کانگریس اور جنتا دل سیکولر کے رشتوں میں روز اول سے ہی شگاف تھا کانگریسی ممبران اپنی تعداد کی کثرت کے باعث کانگریس کے سینیر لیڈر اور سابق وزیر اعلیٰ سیدھر کمار کو وزیر اعلیٰ بنانا چاہ رہے تھے، مگر پارٹی اعلیٰ کمان نے بعض سیاسی مفاد کی خاطر جنتا دل سیکولر کے لیڈر مسٹر کمار سوامی کو وزیر اعلیٰ کی کرسی پر بٹھا دیا، مگر ان دونوں کے درمیان ذہنی وفکری ناہمواری کی وجہ سے خلیج پیدا ہوتی گئی، سوامی جی وزیر اعلیٰ ہوتے ہوئے بھی خود کو بےبس اور مجبور محسوس کر رہے تھے کہ اچانک کانگریس کے چند باغی ممبران نے استعفیٰ دے دیا، اس وقت اسپیکر نے ان کا استعفی منظور نہیں کیا تو یہ ممبران سپریم کورٹ چلے گئے، بی جے پی پہلے سے ہی موقع کی تلاش میں تھی اس نے اپنی سرگرمی تیز کر دی، بی جے پی کے لیڈر اور ریاستی صدر یدیوریا کی حمایت میں در پردہ کئی باغی ممبران بھی آ گئے، پھر شطرنج کا کھیل کھیلا جانے لگا، اسپیکر نے باغی ممبران کو نااہل قرار دیکر اس کو کنارے لگا دیا، اس طرح 255 رکن اسمبلی میں 208 نشستیں رہ گئیں، مخلوط حکومت گرنے کے بعد حکومت بنانے کے لئے بی جے پی کا راستہ صاف ہو گیا اور ایک وقت ایسا آیا کہ کرناٹک میں دوبارہ یدیوربا کی قیادت میں بی جے پی کی حکومت بن گئی، اس پورے پس منظر میں کانگریس کے اعلیٰ کمان کا کرناٹک کی زمینی حقیقت سے چشم پوشی کرنا افسوسناک رہا، اگر کانگریس کے مرکزی ذمہ دار کرناٹک کے سیاسی صورت حال کو درست کرنے کی کوشش کرتے تو شاید کمار سوامی کی حکومت کچھ دنوں اور رہتی، مگر کانگریسیوں نے اس پر کوئی خاطر خواہ توجہ نہ دی یا یہ کہ عام انتخابات کے بعد اس نے اپنے حوصلے کھو دیئے پارٹی کی اندرونی ریشہ دوانی اور راہل گاندھی کا صدارت سے استعفیٰ نے بھی کانگریس میں سیاسی کس مکش پیدا کر دیا ہے، جس کا براہ راست فائدہ بی جے پی کو پہونچ رہا ہے، اگر کانگریس نے اب بھی ہوش کے ناخن نہ لئے اور اپنے تنظیمی ڈھانچہ کو مضبوط نہ بنایا تو آنے والے دنوں میں مدھیہ پردیش اور راجستھان کی بھی زمین کھسک جائے گی، اب بھی وقت ہے سیاسی دور اندیشی اور حکمت وتدبر کو بروئے کار لایا جائے۔

یادوں کے چراغ

مولانا برجیس احمد: باتیں ان کی، یادیں ان کی

: رضوان احمد ندوی

ہمارے شفیق استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ایک مایہ ناز عالم دین، باکمال معلم اور اردو وعربی کے بے مثال انشاء پرداز، ممتاز ادیب، حضرت مولانا برجیس احمد صاحب کئی سال ہوئے دائمی مفارقت دے گئے۔ مگر ان کی یادیں اور باتیں دل میں گداز پید کرتی رہتی ہیں, وہ شاید عمر بھر ساتھ نہ چھوڑے گی؛ اس لئے کہ وہ میری زندگی کے معماروں میں سے تھے، مولانا مرحوم ۱۵/جولائی ۱۹۵۶ میں موضع ہریٹھ ضلع دربھنگہ بہار کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد کا نام حافظ محمد ابراہیم تھا۔

دینیات کی ابتدائی اور حفظ قرآن پاک مدرسہ رحمانیہ سوپول، مدرسہ امدادیہ دربھنگہ اور خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف میں مکمل کیا، پھر ۱۴/سال کی عمر میں دیوبند ہوگئے، جہاں متوسطات سے دورہ حدیث شریف تک کی تعلیم دارالعلوم دیوبند میں حاصل کی۔ ۳۰/نومبر ۱۹۷۳ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے تکمیل ادب میں داخلہ لیا اور امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوئے، آپ کی ذہانت وبصیرت، علمی مہارت، اور خداداد صلاحیت سے متاثر ہوکر ندوہ العلماء کی مجلس انتظامیہ نے ۱۹۷۹ء میں ندوۃ کا استاذ مقرر کیا، جہاں تقریباً ۲۳ سال تک علم نحو وصرف اور عربی زبان وادب کے علاوہ مختلف علوم وفنون کی اونچی اور معیاری کتابوں کا درس دیا۔ اس عرصہ میں ان سے ہزاروں تلامذہ فیضیاب ہوئے، جو اس وقت ملک و بیرون ملک کے مختلف اداروں، تنظیموں اور یونیورسٹیوں میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں، ان کے پڑھانے کا عجیب نرالا انداز تھا، تاریخی لطیفوں اور ادبی بزلہ سنجیوں سے خشک سے خشک موضوع کو تر بنادینے کا خاص ملکہ رکھتے تھے، اس کی وجہ سے طلبہ واساتذہ میں ان کی بڑی شہرت اور مقبولیت تھی، ہر آدمی آپ کو قدر ومنزلت اور ادب واحترام کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور ان کا گرویدہ بنا رہتا تھا۔

مولانا ایک خلیق وملنسار خندہ جبیں اور بے تکلف انسان تھے، سبھوں سے بے تکلفی سے ملتے جلتے تھے، گویا تواضع وانکساری ان کی فطرت میں داخل تھا، طبعاً وہ بڑے شریف اور مرنجا مرنج تھے، ہمیشہ عزیزوں اور دوستوں میں گھلے ملے رہتے تھے۔ میں نے اکثر دیکھا کہ مولانا طلبہ کو کتب بینی، مذاکرہ علمی اور مطالعہ وتحقیق کا خوگر بننے کی نصیحتیں کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ کسی ایک مصنف ومحقق کی ساری کتابیں پڑھ لو اور اس کے اسلوب نگارش کو اپنے الفاظ میں ڈھالنے کی کوشش کرو۔ کبھی فرماتے کہ کسی ایک موضوع پر اس موضوع سے متعلق تمام تصانیف پڑھ کر اپنے اندر اختصاص پیدا کرو۔ مولانا کا نقطہ نظر یہ بھی تھا کہ علماء کو معاشی واقتصادی اعتبار سے خود کفیل ہونا چاہئے؛ تاکہ وہ یکسوئی اور اطمینان سے اپنے مفوضہ فرائض کی تکمیل کرسکیں، گرچہ ان کی ساری زندگی سادگی کے ساتھ گزری۔ مگر اس کے باوجود تعلیم یافتہ نوجوان طلبہ کو تعلیم وتعلم کے ساتھ تجارت وصنعت کے میدان میں بھی آگے بڑھنے کی تلقین کرتے۔ جب کبھی مولانا کی طبیعت میں نشاط ہوتا تو وہ علم کا دریا بہاتے۔ ہندو بیرون ہند کے اکابر علماء کے علمی نکات ورموز، اور ان کے شاندار ماضی کے واقعات سے ذہن وفکر کی آبیاری کرتے اور ان اوصاف وکمالات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی ترغیب دیتے، بلاد عربیہ کے مصنفوں اور ادیبوں میں طہ حسین، احمد امین اور علی طنطاوی کی ادبی نگارشات کے بے حد مداح تھے۔ اردو میں مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا دریابادی، جناب رشید احمد صدیقی، مولانا مناظر احسن گیلانی، علامہ شبلی نعمانی، علامہ سید سلیمان ندوی اور مولانا علی میاں ندوی کی تصانیف سے خاصا شغف تھا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان کا اپنا الگ اسلوب بیان تھا، جو مکتوب نگاری اور طرز تکلم میں ظاہر ہوتا تھا۔ مولانا کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ ان کا ذہن خوب چلتا تھا، معاملات میں بوقت مشورہ بہت صائب اور مفید رائے دیا کرتے تھے، جس کا ذاتی طور پر احقر کو بارہا تجربہ ہوا۔

جولائی ۱۹۸۴ کی بات ہے، جب میں ندوہ العلماء میں داخلہ کے لئے گیا، اس زمانہ میں استاذ محترم اطہر ہاسٹل میں رہا کرتے تھے، ایک طالب علم کی معیت میں ان سے ملاقات کے لئے گیا، گوکہ میری اور مولانا کی پہلے سے کوئی دید وشنید نہیں تھی، بڑی محبت وشفقت سے قریب میں بٹھایا، نام و پتہ دریافت کیا، اشارے کنائے میں چند درسی سوالات بھی کئے، پھر ایک طالب علم کے ذریعہ داخلہ فارم منگوایا اور مجھ سے اس کی خانہ پری کروائی، پھر مولانا محب اللہ ندوی صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء کی خدمت میں لے گئے، انہوں نے میرے داخلہ امتحان کے لئے مولانا عبدالنور عظیم ندوی صاحب اور مولانا زکریا سنبھلی صاحب کے پاس بھیج دیا، ان تمام مراحل میں مولانا مرحوم ایک مربی ومحسن اور شفیق وہمدرد باپ کی طرح میری رہنمائی اور حوصلہ افزائی کرتے رہے، ان کے اس طرز عمل سے خاکسار کے دل میں مولانا کی عظمت کا سکہ بیٹھ گیا، پھر اس کے بعد ان سے بے حد قلبی تعلق اور غیر معمولی عقیدت پیدا ہوگئی اور پڑھنے کے زمانہ سے لے کر تادم مرگ تسلسل کے ساتھ یہ تعلق اور ربط قائم رہا۔

ایک مرتبہ اثناء گفتگو انہوں نے میرے ایک مضمون کا تذکرہ کیا اور ایک نصیحت کی کہ ''قلم ایک امانت ہے، اس کو اسپ بے لگام نہ ہونے دینا''۔ میں گردن جھکائے خاموشی سے سنتا رہا، تھوڑی دیر کے بعد انہیں الوداع کہتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا اور اچانک ان کے انتقال کی خبر ملی، دل دھک سے رہ گیا اور ماضی کی یادیں اور باتیں آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگے۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات کو بلند کرے۔

(بقیہ کتابوں کی دنیا) کتاب مصنف کی زندگی میں طبع نہ ہوسکی ان کی وفات کے بعد ان کے لائق صاحبزادے جناب سید اسلم میاں قادری نے فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی لکھنو کے مالی تعاون سے شائع کرایا، حضرت مولانا مفتی محبوب علی وجیہی کا مختصر مقدمہ نے کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ کر دیا ہے، سرورق اور پس ورق پر مصنف کی عکسی تصویر ہر باذوق کے لئے یقیناً گراں بار ثابت ہوگی، کتاب کی کمپوزنگ کا دروبست بھی لائق اصلاح وتوجہ ہے، بہرحال راہ سلوک کے مسافروں کے لئے یہ کتاب ایک علمی تحفہ ہے، ۱۷۶/صفحات پر مشتمل اس کتاب کو خواہشمند حضرات آستانہ عالیہ قادریہ قطبیہ رام پور یوپی سے ۱۸۰ روپے بھیج کر طلب کرسکتے ہیں۔

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ھیں

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

: رضوان احمد ندوی

ملک شام کے معروف عالم دین ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی کی عربی کتاب ''فقہ السیرۃ النبویۃ'' حیات طیبہ پر ایک جامع تالیف ہے، جسے مختلف عربی اور اسلامی ممالک میں زبردست پذیرائی ہوئی، زیر نظر کتاب اسی کا اردو قالب ہے، جس کو برصغیر ہندوپاک کے ممتاز اسلامی اسکالر جناب ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی نے اردو ترجمہ کرکے اس کی افادیت کو عام کردیا ہے، ترجمہ میں زبان وبیان کی سلاست بھی ہے اور چاشنی ودلکشی بھی، اس کتاب میں مؤلف نے سیرت طیبہ کے صرف واقعات کو پیش کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ ان واقعات کا تجزیہ کرکے اس سے امت کو جو سبق ملتا ہے انہیں ہر جگہ الگ الگ عنوان سے واضح کیا ہے، اس طرح نو ابواب میں سیرت طیبہ کے ہر گوشہ کو سمیٹنے کی کوشش کی گئی، اس سے مؤلف کے مطالعہ اور اتباع سنت کا جذبہ سطر سطر سے نمایاں ہوتا ہے، مترجم کتاب نے کتاب کی دو چند خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ مختصر الفاظ میں سیرت کا ایک ایک واقعہ بیان کرکے اس سے دروس، نصائح، نتائج اور احکام مستنبط کئے گئے ہیں، سیرت کا کوئی واقعہ پڑھنے کے بعد قاری کو یہ بھی رہنمائی ملتی ہے کہ اس واقعہ سے اسے کیا نصیحت ملتی ہے، یہ الفاظ قاری کے لئے بڑا اپیل کرنے والا ہے، اس طرح وہ خود کو سیرت نبوی کا براہ راست مخاطب سمجھنے لگا تا ہے، دوسرے یہ کہ اس میں سیرت نبوی سے بعض فقہی مسائل بھی مستنبط کئے گئے ہیں، مصنف نے کسی مخصوص مسلک کی ترجمانی کرنے کے بجائے مختلف مسالک کی آراء ذکر کردی ہیں، البتہ کہیں کہیں اس مسلک کو راجح قرار دیا ہے جو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ہو، تیسرے یہ کہ مغربی دانشوروں اور ان کے مشرقی ہم نواؤں نے ذات نبویؐ کو نبوت اور وحی کے مظہر سے مجرد کرکے پیش کرنے کی کوشش کی ہے، وہ رسول اللہؐ کو ایک عبقری انسان کی حیثیت سے نمایاں کرتے ہیں، جس نے اپنی مہارت اور عبقریت کے ذریعہ معاشرہ میں انقلاب برپا کردیا تھا، لیکن آپ کی جو دوسری حیثیتیں تھیں مثلاً آپ اللہ کے نبی تھے، آپ پر وحی نازل ہوتی تھی، آپ کو معجزات عطا کئے گئے تھے ان کی طرف وہ مطلق اشارہ نہیں کرتے۔

اس کتاب میں سیرت نگاری کے اس رجحان پر تنقید کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سے نبوی پہلو کو بھی نمایاں کیا گیا ہے (ص ۲۷) اس حیثیت سے یہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت ہی جامع کتاب ہے، البتہ اس کتاب کا ایک دلچسپت پہلو یہ بھی ہے کہ ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی نے اپنی اس تالیف میں چند احادیث اور روایات سے استفادہ کے معاملے میں ٹھوکریں کھائی ہیں، چنانچہ انہوں نے بعض صحیح احادیث کو ضعیف قرار دیا اور خود انہوں نے استدلال میں بہت سی ایسی روایات بیان کی ہیں جو ضعیف سندوں سے مروی ہیں، ایسی روایات پر مشہور محدث علامہ محمد ناصر الدین البانی کا استدراک ہے، انہوں نے ۴۶ مقامات کی نشاندہی کی اور اس پر علمی کلام کیا، جو دمشق کے رسالہ مجلۃ التمدن الاسلامی میں تفصیل سے شائع ہوا اور پھر وہ کتابی صورت میں منظر عام پر آیا، اس استدراک کا اردو خلاصہ بھی بطور ضمیمہ کتاب کے آخر میں شامل ہے، ان تسامحات کو شامل کرکے ناشر نے کتاب کی علمی وفنی حیثیت کو بھی واضح کردیا کہ اگر کسی محقق کو کسی حدیث پر اشکال پیدا ہوجائے تو وہ اس کے معیار کی کسوٹی پر پرکھ سکتا ہے، مجموعی اعتبار سے کتاب قابل قدر تالیف ہے، معنوی محاسن کے ساتھ کتاب حسن ظاہری میں بھی لائق تعریف وتحسین ہے، البتہ کمپوزنگ کی غلطی سے یہ کتاب بھی خالی نہیں ہے، کتاب پر پروفیسر عبدالجبار شاکر اسلام آباد کا فاضلانہ مقدمہ اور خود مؤلف کا پیش لفظ مطالعہ کے لائق ہے، مترجم کتاب کے اظہار خیال سے کتاب کی تالیف مقصد واضح ہوجاتا ہے۔ فاضل مترجم اس کتاب کے لئے اہل علم کی جانب سے شکریے وتحسین کے بجا طور پر مستحق ہیں، یقیناً اردو وداں طبقہ اس کتاب کے لئے فاضل مترجم کا مرہون منت رہے گا، ۶۷۲ صفحات پر مشتمل اس کتاب کو مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز نئی دہلی نے شائع کیا ہے، ارباب ذوق اور علم دوست اصحاب مرکزی مکتبہ اسلامی کے فون نمبر 011-26971652 پر رابطہ کرسکتے ہیں، کتاب پر اس کی قیمت 320 روپے طبع ہے۔

عرفان تصوف

تصوف کیا ہے؟ تصوف وہ علم ہے جس کے ذریعہ نفوس کی پاکیزگی، اخلاق کی صفائی اور ظاہر وباطن کے بنانے کے احوال پہنچانے جاتے ہیں اور ابدی سعادت تک پہونچا جاتا ہے، امام قشیری نے لکھا کہ شریعت کے باطنی احکام سلوک وتصوف کہلاتے ہیں، گویا طریقت عین شریعت ہے اور یہی خواص امت کا مذہب ہے اور جن نے اس کے سوا کیا وہ دین کی حقیقت سے جاہل اور فن سلوک وتصوف سے ناآشنا ہے، یہ ذہن نشیں رہے کہ ان سطور کے راقم فن سلوک وتصوف کی ابجد سے کورا ہے، اور مجاہدات وریاضیات صوفیہ کے مبادی سے بھی بے بہرہ ہے، لیکن جب علامہ سید سلیمان ندوی کی سلوک سلیمانی کی پڑھی تو اس موضوع پر مطالعہ کی دلچسپی بڑھی، اور صوفیاء کرام کی کتابوں کو پڑھنا شروع کیا، بعض کتابیں ایسی پڑھیں کہ کتاب چھوڑنے کو ہی جی نہیں چاہا، اسی اثناء میں رام پور کی ایک بزرگ شخصیت حضرت سید درویش احمد قادری رزاقی المعروف موتی میاں المتخلص ثروت کی کتاب ''عرفان تصوف'' گشتی ڈاک سے دستیاب ہوئی، جستہ جستہ مطالعہ کیا اس کتاب میں علم تصوف کے چند بنیادی نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اس کے اصطلاحات کی وضاحت کی گئی ہے، مثلاً جذب ومجذوف، قطب وغوث، افراد ابدال، ولایت ومعرفت وغیرہ جیسے متعدد مفرد الفاظ کی علمی وفنی تشریح کی گئی ہے، جس سے دل ودماغ میں جلا پیدا ہوتی ہے یہ اور بات ہے کہ کتاب کا انداز بیان بہت زیادہ دلکش وجاذب نظر نہیں ہے، لیکن پڑھنے سے تازگی ضرور پیدا ہوتی ہے۔ (بقیہ پچھلے کالم میں)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف

مولانا نورالحق رحمانی استاذ المعہدالعالی امارت شرعیہ

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی جہاں بہت ساری خصوصیات ہیں وہیں ان کا ایک نمایاں وصف عدل وانصاف بھی ہے، اسی بنا پر فاروق ان کے نام کا جز بن گیا، حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کا نام فاروق رکھا ہے اوران کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حق وباطل میں فرق پیدا فرمادیا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال پر فرمایا کہ ان کا نام آسمان پر فاروق ہے، اورزمین میں عمر ہے (الریاض النفرۃ فی مناقب العشرۃ)

ایک مصری نے دربار خلافت میں حاضر ہوکر امیر المومنین کے سامنے مصر کے گورنر حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی شکایت کی اور کہا کہ میں دوڑ میں والی مصر کے صاحبزادے عبداللہ سے آگے بڑھ گیا تو وہ مجھے کوڑا مارنے لگا اور کہنے لگا کہ میں معزز ماں باپ کا بیٹا ہوں، امیر المومنین نے والی مصر کے نام حکم نامہ جاری کیا کہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ فوراً مدینہ حاضر ہوں، فرمان ملتے ہی حضرت عمرؓ بن العاص اپنے بیٹے کے ساتھ دربار خلافت میں حاضر ہوگئے، حضرت عمر نے مصری کو بلایا اوراس سے کہا کہ کوڑا لواور گورنر کے بیٹے سے اپنا بدلہ لو، چنانچہ اس مظلوم نے حکم پاتے ہی ظالم پر کوڑے برسانے شروع کردئے اور حضرت عمر فرماتے کہ مارو معزز والدین کے بیٹے کو، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ مارتا رہا، یہاں تک کہ اس نے ہاتھ نہیں اٹھایا مگراس وقت جب ہم نے چاہا کہ اب وہ ہاتھ اٹھائے، پھرامیر المومنین اس مظلوم سے کہا کہ دوچار کوڑے عمر کو بھی مارو (اس لئے کہ اس نے اپنے بات کی گورنری کے زعم میں اوران کی شہ پرہی تو یہ ظلم کیا ہے) لیکن مصری نے کہا کہ مجھے تو صرف بیٹے نے مارا تھا اور میں نے اس سے بدلہ لے لیا، پھرامیر المومنین نے حضرت عمرو سے مخاطب ہوکر کہا: تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنالیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا تھا؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہ مجھے اس کا علم ہے نہ مصری میرے پاس شکایت لے کرآیا۔

کسی حکمراں کی تاریخ میں شاید ایسی مثال نہ ملے کہ اس نے جرم ثابت ہونے پر کسی گورنر یا اعلیٰ صاحب اقتدار کے بیٹے کومجمع عام میں سزادی ہواور عمائدین شہر نے اس کا مشاہدہ کیا ہو۔

جبلہ بن الایہم غسانی شام کا مشہور رئیس بلکہ بادشاہ تھا اور مسلمان ہوگیا تھا۔کعبہ کے طواف میں اس کی چادر کا ایک گوشہ ایک شخص کے پاؤں کے نیچے آگیا، جبلہ نے اس کے منہ پرتھپڑ کھینچ مارا، اس نے بھی برابر کا جواب دیا، جبلہ غصے سے بے تاب ہوگیا اور حضرت عمرؓ کے پاس آیا، حضرت عمرؓ نے اس کی شکایت سن کر کہا کہ تم نے جو کچھ کیا اس کی سزا پائی، اس کو سخت حیرت ہوئی اور کہا کہ ہم اس رتبہ کے لوگ ہیں کہ کوئی شخص ہمارے ساتھ گستاخی سے پیش آئے تو قتل کا مستحق ہوتا ہے۔حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جاہلیت میں ایسا ہی ہوتا تھا لیکن اسلام نے پست وبلند کوایک کردیا۔اس نے کہا کہ اگراسلام ایسا مذہب ہے جس میں شریف وذلیل میں کچھ تمیز نہیں تو اسلام سے بازآتا ہوں۔غرض وہ چھپ کر قسطنطنیہ چلا گیا لیکن حضرت عمرؓ نے اس کی خاطر سے قانون انصاف کو بدلنا نہیں چاہا۔(الفاروق ۲/۱۸۰)

ایک دفعہ تمام عہدہ داران ملکی کو حج کے زمانے میں طلب کیا اور مجمع عام میں کھڑے ہوکر کہا کہ جس کوان سے شکایت ہو پیش کرے؟ اس مجمع عام میں عمرو بن العاصؓ گورنر مصراور بڑے بڑے رتبہ کے حکام اور عمال موجود تھے۔ایک شخص نے اٹھ کر کہا کہ فلاں عامل نے بے وجہ مجھ کوسو درے مارے ہیں۔حضرت عمرؓ نے فرمایا اٹھ اور اپنا بدلہ لے عمرو بن العاصؓ نے کہا کہ یا امیر المومنین اس طریق سے تمام عمال بددل ہوجائیں گے۔حضرت عمرؓ نے فرمایا تاہم ایسا ضرور ہوگا۔ یہ کہہ کر پھرفریادی کی طرف متوجہ ہوئے اپنا کام کرو۔آخر عمرو بن العاصؓ نے مستغیث کواس بات پرراضی کیا کہ وہ دوسودینار لے اوراپنا دعویٰ سے بازآئے۔(الفاروق ۲/۱۸۰)

بیت المقدس کی فتح

حضرت عمرو بن العاص نے غزوہ، سبط، نابلس، لد، عمواس، جیرین، یافا وغیرہ مقامات پر قبضہ کیا اور بیت المقدس کے اردگرد کے تمام علاقے پرقابض ہوکر بیت المقدس کی طرف بڑھے اور محاصرہ کوسختی سے جاری رکھا، انہیں ایام میں حضرت ابوعبیدہ شام کے انتہائی اضلاع قنسرین کی وغیرہ کی فتح سے فارغ ہوکر فلسطین وبیت المقدس کی طرف روانہ ہوچکے تھے، عیسائی قلعہ بند ہوکر نہایت سختی سے محاصرین کی مدافعت اور مقابلہ کررہے تھے، ابوعبیدہ کے آجانے کی خبرسن کران کی کچھ ہمت پست ہوگئی، اورسپہ سالار اعظم یعنی حضرت ابوعبیدہ کے پہنچنے پرانہوں نے صلح کے سلام وپیام جاری کئے (تاریخ اسلام مولفہ مولانا اکبرشاہ خاں نجیب آبادی حصہ اول ۳۴۹۔۳۴۸) تاریخ کی بعض روایتوں میں آتا ہے کہ بیت المقدس کے پادریوں نے مسلمانوں سے کہا کہ مسلمانوں کے جوسردار بیت المقدس فتح کرے گا اس کا نام اوراس کے حالات ہماری کتابوں میں لکھے ہیں اگرتم ایسا آدمی ہمارے سامنے پیش کردو تو ہم بیت المقدس کی چابی اس کے سپرد کردیں گے، اس لئے کہ یہ تو ہوکررہے گا، حضرت خالد بن ولید حضرت عمر فاروق کے خاندان کے اوران کے رشتہ دار تھے، دونوں کا چہرہ بڑی حدتک ملتا جلتا تھا، چنانچہ کچھ لوگ حضرت خالد کوان کے سامنے لے گئے تو پادریوں نے دیکھ کر کہا کہ چہرہ تو یہی ہے لیکن اس کا نام کیا ہے؟ تو مسلمان جھوٹ تو بول نہیں سکتے تھے، اس لئے صحیح نام بتلادیا تو پادریوں نے کہا کہ نہیں پھرتو یہ آدمی وہ نہیں ہے، اس کے بعد لوگ حضرت عمرو بن العاص کوان کے پاس لے گئے تو انہوں نے نام دریافت کیا تو بتایا گیا کہ نام عمرو ہے، انہوں نے کہا کہ نام تو یہی ہے لیکن چہرہ یہ نہیں ہے، پہلے جیسے آدمی والا چہرہ اوراس نام کا آدمی لے آؤ تو ہم چابی سپرد کردیں گے، چنانچہ اس کے بعد حضرت عمرؓ کو خط لکھا گیا اور وہ ایک غلام کے ہمراہ بیت المقدس کے سفر کے لئے روانہ ہوئے، سواری ایک لاغر اونٹنی تھی، اورسواری دو تھے، سفر کے وقت حضرت عمرؓ نے غلام سے فرمایا کہ اگرہم دونوں ایک ساتھ اونٹنی پرسوار ہوجائیں تو اونٹنی پرظلم ہوگا، کیوں کہ اونٹنی کمزور ہے اوراگر پورے سفر میں میں سوار ہوکر چلوں تم پیدل چلو تو یہ تم پرظلم ہوگا، اوراگرتم سوار ہوکر چلو اور میں پورے سفر پیدل چلوں تو مجھ پرظلم ہوگا، اوراسلام میں ظلم نہیں ہے، اس لئے انصاف کی بات یہ ہے کہ ایک منزل میں سوار ہوکر چلوں گا اورتم پیدل چلوگے، اگلی منزل میں تم سوار ہوگے اور میں نکیل تھامے پیدل چلوں گا، چنانچہ اسی ترتیب سے بیت المقدس کا سفر طے ہوا، آخر مرحلے میں جب بیت المقدس پہنچنے والے تھے غلام کی باری سوار ہونے کی تھی اور حضرت عمر کے پیدل چلنے کی، غلام نے عرض کیا کہ امیر المومنین آپ بدستور سوار ہیں اور میں پیدل چلتا ہوں، لیکن حضرت عمرؓ اس کے لئے راضی نہ ہوئے اورسواری سے نیچے اتر گئے اور باصرار غلام کوسوار کیا اور خود نکیل تھامے بیت المقدس پہنچے، وہاں لوگوں کی نظر پڑی تو عام لوگوں نے تو یہی سمجھا کہ اونٹ پر جوسوار ہیں وہی خلیفۃ المسلمین ہیں، لیکن پادریوں نے ان کی غلط فہمی کا ازالہ کیا اور کہا کہ عمر وہ نہیں ہیں جو اونٹنی پرسوار ہیں بلکہ وہ ہیں جو اونٹنی کی نکیل تھامے آرہے ہیں، کیا اس عدل کا نمونہ کسی حکمراں اور بادشاہ کی زندگی میں مل سکتا ہے؟ مولانا اکبرشاہ خاں نجیب آبادی تحریر فرماتے ہیں کہ: ستوؤں کا ایک تھیلا، ایک اونٹ، ایک غلام ایک لکڑی کا پیالہ ہمراہ لے کراوراپنی جگہ حضرت عثمان غنی کو مدینہ کا عامل مقرر فرماکر روانہ ہوگئے، آپ کے اس سفر کی سادگی وجفاکشی عام طور پرمشہور ہے، کبھی غلام اونٹ کی مہار پکڑکر چلتا ہے اور فاروق اعظم اونٹ پرسوار ہوتے اور کبھی غلام اونٹ پرسوار ہوتا اور فاروق اعظم اونٹ کی مہار پکڑ کرآگے چلتے، یہ اس عظیم الشان شہنشاہ اور خلیفہ اسلام کا سفر تھا، جس کی فوجیں قیصر وکسری کے محلات اورتخت وتاج کواپنے گھوڑوں کی ٹاپوں میں روند چکی تھیں، یہ مہینہ جس میں فاروق اعظم کا یہ سفر شروع ہوا ہے، رجب کا مہینہ تھا، اور ۱۶ھ جب کہ مدائن اور انطاکیہ فتح ہوچکے تھے، روانگی سے پہلے آپ نے دمشق وبیت المقدس کی اسلامی فوج کے سرداروں کواطلاع دیدی تھی، سب سے پہلے یزید بن ابی سفیان ان کے بعد ابوعبیدہؓ ابن الجراح، ان کے بعد حضرت خالد بن ولید نے آپ کا استقبال کیا، آپ نے ان سرداروں کو خوبصورت اورشان وشوکت کے لباس میں اپنے استقبال کوآتے ہوئے دیکھ کر طیش اور غضب کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ تم لوگوں نے دوہی برس میں عجمیوں کی خوبی اختیار کرلی، مگر جب ان سرداروں نے فرمایا کہ ہماری ان پرتکلف قباؤں کے نیچے سلاح حرب موجود ہیں اور ہم عربی اخلاق پر قائم ہیں تب آپ کو اطمینان ہوا (۲۴۹۔۲۵۰) رعایا کی تکلیف پرخواب وخور حرام ہوجاتا تھا، ۱۸ھ میں جب عرب میں قحط پڑا تو آپ پرکوہ الم ٹوٹ پڑا، گوشت مچھلی تمام لذائذ ترک کردیا، نہایت خشوع وخضوع سے دعائیں مانگتے تھے کہ خدایا میری شامت اعمال کے بدلہ میں امت محمدی کوتباہ نہ کر، آپ کے غلام اسلام کا بیان ہے کہ قحط کے زمانہ میں آپ کو جتنی فکروپریشانی تھی اس سے یہ خطرہ تھا کہ اگر قحط رفع نہ ہوگا تو وہ اسی غم میں ہلاک ہوجائیں گے۔۔۔قحط کے اثرات روکنے کیلئے بیت المال کا کل نقد وجنس صرف کردیا (تاریخ اسلام تالیف شاہ معین الدین ندوی اول ۲۱۵) اس دور کی ایک قابل ذکر خصوصیت یہ ہے کہ حضرت عمر نے تمام بے جا امتیازات کو مٹا کر شاہ وگدا اور بلند وپست کوایک سطح پر کردیا تھا، اس کا عملی نمونہ خودان کی ذات تھی، امیر المومنین اور رعایا کے حقوق میں کوئی فرق نہ تھا، عمال کو ہمیشہ تاکیدی احکام بھیجتے رہتے تھے کہ وہ اپنے اور رعایا کے درمیان کوئی امتیاز پیدا نہ کریں، ادنی ادنیٰ باتوں میں اس کا لحاظ رکھتے، عمرو بن العاصؓ نے مصر کی جامع مسجد میں منبر بنوایا، آپ کواطلاع ہوئی تو لکھ بھیجا کہ کیا تم اسے پسند کرتے ہو کہ مسلمان نیچے بیٹھیں اورتم اوپر (تاریخ اسلام تالیف شاہ معین الدین ندوی اول ۲۱۵) غلاموں کوان کے آقاؤں کے برابر کردیا تھا، ان کے ساتھ کسی قسم کا فرق وامتیاز روا نہ رکھتے تھے، اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاتے، اس مساوات نے مسلمانوں میں حریت وآزادی کی روح پھونک دی تھی (تاریخ اسلام تالیف شاہ معین الدین ندوی اول ۲۱۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اصلاح کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ مسلمانوں کوکسی چیز کا حکم دیتے یا انہیں کسی چیز سے منع کرتے جس میں ان کی اصلاح اور بھلائی ہوتی تو پہلے وہ اپنے گھر سے اصلاح کا کام شروع کرتے اوراس کے خلاف کرنے پر تنبیہ کرتے، حضرت سالم فرماتے ہیں کہ حضرت عمر جب منبر پر چڑھتے اورلوگوں کوکسی بات سے منع کرتے تو آپ اہل وعیال کو جمع کرتے اور فرماتے کہ میں نے لوگوں کوفلاں فلاں باتوں سے روکا ہے، اورلوگ تمہاری طرف اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح پرندہ گوشت کی طرف دیکھتا ہے، میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں کسی کوایسا کام کرتے پاؤں گا تو اسے دوگنی سزادوں گا (الطبقات الکبری ۱/۲۲۹)

اولیات فاروقی

فاروق اعظم نے بہت سی مالی وملکی، سیاسی وانتظامی، معاشرتی وتمدنی باتیں تجویز وایجاد فرمائی ہیں، ان کواولیات کے نام سے پکارتے ہیں ان میں بعض کی فہرست اس طرح ہے: بیت المال یا خزانہ باقاعدہ طور پر قائم فرمایا، سنہ ھجری قائم کیا، رضا کاروں کی تنخواہیں مقرر کیں، ملک کی پیمائش کا قاعدہ جاری کیا، مردم شماری کرائی، نہریں کھدوائیں، شہرآباد کرائے، مثلاً کوفہ، بصرہ، جزیزہ فسطاط (قاہرہ) صامشررک، مقبوضہ کو باقاعدہ صوبوں میں تقسیم کیا، حربی تاجروں کوملک میں آنے اورتجارت کرنے کی جازت دی، درہ کا استعمال کیا، جیل خانہ قائم کیا، پولس کا محکمہ قائم کیا، راتوں کوخود گشت کرکے رعایا کے حال سے باخبر رہنے کا طریقہ نکالا، پرچہ نویس مقرر کئے، راستے اورمسافروں کے لئے کنویں اور مکانات بنوائے، مفلوک الحال عیسائیوں اور یہودیوں کے روزینے مقرر کئے، نماز تراویح باجماعت پڑھنے کا اہتمام کیا، تجارت کے گھوڑوں پرزکوۃ مقرر کی، نماز جنازہ میں چار تکبیروں کا اجماع کیا (تاریخ اسلام حصہ اول ۳۶۷ مولفہ مولانا اکبرشاہ خان نجیب آبادی)

قربانی۔۔۔تذکیر وموعظت کے چند نقوش

مفتی محمد عبداللہ قاسمی

قربانی ایک عظیم عبادت ہے، یہ ہمارے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی یادگار ہے، عشق وسرمستی کا بہترین مظہر ہے، جاں نثاری ووفاشعاری کا جلی عنوان ہے، قربانی عشق خداوندی کی دبی ہوئی چنگاری کو شعلہ زن کرتی ہے، عقل نا تمام کی کثافتوں کو دور کرتی ہے، جود وسخا اور غرباء پروری جیسی عظیم صفت سے آراستہ کرتی ہے، خودغرضی، نفس پرستی، حرص وبخل جیسے اخلاق رذیلہ کے لئے تریاق مہیا کرتی ہے، خدائے ذوالجلال کے مختار کل اور قادر مطلق ہونے کا عقیدہ ذہن ودماغ میں نقش کرتی ہے، عبادت وبندگی اور اطاعت شعاری کا سبق سکھاتی ہے، قبول وطاعت اور حکم خداوندی کے سامنے بلا چون وچرا سر تسلیم خم کرنے کا جذبہ مضبوط ومستحکم کرتی ہے۔

قربانی اور اس کی معنویت

قربانی وہ جلیل القدر عبادت ہے جو اپنے جلو میں پوری امت مسلمہ کے لئے تذکیر وموعظت کا سامان رکھتی ہے، ایک مادہ پرست اور ظاہر بیں انسان کی نگاہ صرف اس پر جاکر ٹھہر جاتی ہے کہ عید قرباں کے موقع پر صاحب حیثیت اور مالدار لوگ مخصوص جانور: بکرے، مینڈھے، اونٹ، بیل، گائے اور بھینس کی قربانی دیتے ہیں، اور اس کے گوشت کو اپنے استعمال میں لاتے ہیں اور بس؛ لیکن جن لوگوں کو اللہ تبارک وتعالی نے چشم بصیرت اور فراست ایمانی عطا کی ہے ان کی طائر فکر صرف اسی حد تک محدود نہیں ہوتی؛ بلکہ قربانی میں چھپے ہوئے اسرار ورموز اور اس میں مضمر تذکیر وموعظت کے بیش بہا خزینہ تک اس کی پرواز ہوتی ہے، چنانچہ ان کے اندر اطاعت وفرماں برداری اور ایثار وقربانی کا صالح جذبہ پیدا ہوتا ہے، ایمان ویقین کی کھیتی ان کے دلوں میں سرسبز وشاداب ہوتی ہے، اور ان کی زندگیوں میں صالح اور خوش گوار انقلاب آتا ہے، ذیل میں قربانی میں مضمر عبرت وموعظت کے چند نقوش کا تذکرہ کرنا مقصود ہے:

اطاعت وفرماں برداری

عید قرباں کے موقع پر ایک مسلمان کو اپنے دل میں قربانی کی تاریخ اور اس کا پس منظر ذہن نشیں کرنا ضروری ہے، حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام۔۔۔جن کی طاقت وقوت کی فصل بہار رخصت ہوچکی تھی اور زندگی کی شمع فروزاں جھلملا رہی تھی، دوسری طرف ان کی اہلیہ حضرت ہاجرہ سن رسیدہ اور بانجھ تھیں۔۔۔گو ظاہری اسباب کے دائرے میں اولاد ہونے کی کوئی امید نہیں تھی، اللہ جل شانہ نے اپنی قدرت سے ان کو ایک لڑکا عطا کیا، جب وہ لڑکا سن شعور کو پہونچا، اور وہ وقت آگیا کہ یہ اپنے بوڑھے ماں باپ کا بازو اور سہارا بنے، ناموافق حالات میں وہ ان کا معین ومددگار بنے، اللہ تبارک وتعالی نے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنے لائق فرزند کو قربان کردینے کا حکم دیا، لیکن کیا ان کا پایہ استقلال متزلزل ہوگیا؟ کیا ان کی ہمت وحوصلہ نے جواب دے دیا؟ کیا ان کی اطاعت وفرماں بردای کا جذبہ سرد پڑ گیا؟ نہیں اور ہرگز نہیں! بلکہ حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام۔۔۔جو صبر ورضا کے پیکر اور اطاعت وانقیاد کی مجسم تصویر تھے۔۔۔بلا کسی جھجک اور تردد کے اپنے لائق مند بیٹے کو قربان کرنے کے لئے آمادہ ہوگئے، اس پیکر صدق وصفا کو نہ نفسانی خواہشات نے اپنے محبوب اور لائق مند بیٹے کو راہ خدا میں قربان کرنے سے روکا، نہ عقلی تاویلیں اور پرفریب حیلے ان کے لئے سد راہ ثابت ہوئے، نہ پدرانہ جذبات ان پر غالب آئے، نہ اندیشہ ہائے فردا کا خیال ان کے دل میں پیدا ہوا، اور اس بیٹے کے گلے پر۔۔۔جو سالہا سال کی دعاؤں کا ثمرہ اور آہ سحرگاہی کا نتیجہ تھا۔۔۔چھری چلادی، آسمان وزمین دم بخود ہوگئے، کائنات کا ذرہ ذرہ بے قرار ہوگیا، ملائکہ مقربین بے چین ہوگئے، آخر رحمت الٰہی جوش میں آئی، چھری حکم خداوندی سے کند ہوگئی، ایک ظاہر بیں نگاہ کے سامنے انہوں نے اپنے فرزند ارجمند کے گلے پر چھری چلائی؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تمناؤں اور آرزؤں کے ایک سرسبز وشاداب گلستاں کو محض ایک اشارہ خداوندی پر اجاڑنے کے لئے تیار ہوگئے، اپنی خواہشات اور نفسانی تقاضوں کو صرف اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے کچلنے پر آمادہ ہوگئے، اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی اس بے مثال قربانی کا انعام یوں دیا کہ امت مسلمہ کے ہر صاحب استطاعت لوگوں پر عید قرباں کے موقع پر اس سنت ابراہیمی کے ادا کرنے کو واجب قرار دیا، اور قیامت تک کے لئے اس عمل کو زندہ وجاوید بنادیا، آج عید قرباں کے موقع پر عمل قربانی کے ذریعہ دراصل اسی عہد وفا کی تجدید ہے، اور امت مسلمہ سے اسی جذبہ اطاعت وفرماں برداری اور جاں نثاری ووفاشعاری کے نشہ میں سرشار ہونے کے ساتھ جانوروں کی قربانی مطلوب ہے، حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی یہ زندہ جاوید سنت مسلمانوں سے اس بات کی متقاضی ہے کہ وہ اپنے دلوں میں محبت الٰہی کی شمع فروزاں کریں، حکم خداوندی پر مر مٹنے اور اللہ جل شانہ کی رضا وخوشنودی کے لئے اپنے خواہشات اور آرزؤں کو قربان کردینے کا صالح جذبہ پیدا کریں، عید قرباں ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ دنیا کی دلفریب رنگینیاں اور اس کے ہوش ربا مناظر دائمی اور ابدی نہیں ہیں کہ ایک باشعور مسلمان ان کا اسیر بن جائے، اور ان ہی کو اپنا مقصود اور مطمح نظر بنالے؛ بلکہ ایک مسلمان ہمیشہ ایک بلند اور عرش پیما مقصد کے لئے زندگی بسر کرتا ہے، اللہ کی اطاعت وفرماں برداری اور اس کی رضا جوئی ہی ایک مومن کا سرمایہ حیات ہوتا ہے، اسی کی عشق ومحبت میں وہ جیتا اور مرتا ہے، اس کے ایک اشارہ پر اپنا عیش وآرام، مال ومتاع، جاہ ومنصب؛ بلکہ اپنی جان تک کو قربان کردینا ایک سچے مومن کا شیوہ ہوتا ہے۔

اخلاص اور حسن نیت

جانوروں کی قربانی صحیح اور عند اللہ مقبول ومعتبر ہونے کے لئے نیت کی درستگی اولین شرط ہے، قربانی کرنے والے شخص کے پیش نظر محض اللہ کی خوشنودی اور اس کی رضا جوئی ہو تو قربانی اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوتی ہے، اور قربانی کرنے والا اجر وثواب کا مستحق ہوتا ہے، اگر قربانی کا مقصد ریاء ونمائش ہو اور لوگوں سے داد تحسین وصول کرنا مقصود ہو یا گوشت کھانے کی نیت سے قربانی کی گئی ہو تو اللہ تبارک وتعالی کے نزدیک اس کی قربانی مقبول نہیں ہوتی، اور یہ قربانی بجائے اس کے کہ باعث اجر وثواب ہو؛ خود اس کے لئے گناہ اور وبال کا ذریعہ بن جاتی ہے، اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے: ہرگز اللہ تبارک وتعالی کی بارگاہ میں اس کے گوشت نہیں پہونچتے؛ بلکہ اللہ کی بارگاہ میں تمہارا تقوی پہونچتا ہے۔ (الحج:۳۷) آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اللہ تعالی تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا؛ بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ (مسلم شریف، حدیث نمبر:۴۶۵۲) عید قرباں میں انسان کو حسن نیت اور خلوص کے ساتھ اس عمل کو کرنے کا پابند بنا کر دراصل اس کو یہ ابدی پیغام دینا مقصود ہے کہ انسان ہر عمل میں اللہ کی رضا وخوشنودی پیش نظر رکھے، چھوٹا سے چھوٹا نیک عمل اگر اس میں خلوص وللّٰہیت شامل ہے تو اللہ تعالی کے یہاں اس عمل کی بڑی قدر وقیمت ہے، اور بلندی درجات کا سبب ہے، اور بڑا سے بڑا عمل اگر اس میں ریا ونمائش کی آمیزش ہوگئی تو اللہ کی یہاں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے، اور وہ عمل انسان کے لئے بروز محشر جلوہ سراب ثابت ہوگا۔

سخاوت وفیاضی

شریعت مطہرہ نے قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کو مستحب اور اولی قرار دیا ہے، جن میں سے ایک حصہ قربانی کرنے والا خود رکھے، دوسرا حصہ اعزاء واقارب اور تیسرا حصہ غرباء ومساکین کو دے، اعزاء واقارب اور فقراء کے لئے اس گوشت میں حصہ لگانے کی ترغیب دے کر شریعت ان اخلاقی بیماریوں کا ازالہ کرنا چاہتی ہے جو مال کمانے اور اس کی خاطر دوڑ دھوپ کرنے سے عموماً انسان کے اندر پیدا ہوجاتے ہیں، اور سخاوت وفیاضی۔۔۔جو ایک مومن کا زیور ہے، اور اللہ کی رضا وخوشنودی کا منبع وسرچشمہ ہے۔۔۔سے اس کو آراستہ کرنا چاہتی ہے، عید قرباں کے موقع پر اس سبق کی بھی ہمیں یاددہانی کرائی جاتی ہے کہ فقراء کا تعاون اور ان کی دست گیری کرنا مالدار اور صاحب حیثیت لوگوں کی شرعی واخلاقی ذمہ داری ہے، جو لوگ مالی حیثیت سے کمزور ہیں اور اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے سرمایہ کے محتاج ہیں ان سے ہمدردی رکھنا اور وقتاً فوقتاً ان کا تعاون کرتے رہنا مالدار لوگوں کا فرض بنتا ہے، عید قرباں کے موقع سے اگر ہم اس بھولے ہوئے سبق کو تازہ کرتے ہیں تو پھر سرمایہ دار اور محنت کش طبقوں میں جو دوریاں پائی جاتی ہیں، اور اس کی وجہ سے پورا سماج جو ایک عجیب قسم کی طبقاتی تفریق میں مبتلا ہے اس کا ازالہ ہوگا، نیز افلاس اور بھوک مری جو پورے عالم کے لئے دردسر بنا ہوا ہے اس کے خاتمہ میں یہ بہترین پیش رفت ہوگی۔

رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی

شریعت نے قربانی کے گوشت میں رشتہ داروں کا بھی حصہ لگانے کی خاص ترغیب دی ہے، اس سے دراصل رشتہ داروں کا خیال رکھنے اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا خاص احساس دلانا مقصود ہے، اسلام میں رشتہ داروں کے حقوق کو ادا کرنے کی جو خاص تاکید کی گئی ہے، اور ان کے ساتھ غلط اور ناروا سلوک کرنے پر جو وعید آئی ہے وہ کسی باشعور مسلمان سے مخفی نہیں ہے، لیکن اس حوالہ سے ہمارے معاشرے میں جو غفلت اور کوتاہی پائی جاتی ہے، اور رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کرنے اور ان کو ایذا پہونچانے کا جو رجحان ہمارے مسلم سماج میں روز افزوں ہے وہ ایک لمحہ فکریہ ہے، اور ہر باشعور اور صاحب بصیرت انسان کے لئے باعث رنج والم ہے، عید قرباں کے موقع پر ہم یہ عہد کریں کہ رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات کو استوار کریں گے، اور ان کے حقوق کو ادا کرنے کا خاص اہتمام کریں گے۔

دینی اداروں کا تعاون

عید قرباں کے موقع پر جانوروں کی کھال عموماً مدارس میں دینے کا معمول ہے، ان کھالوں کو فروخت کرکے ذمہ داران مدارس مدرسہ کے مصارف اور اس کے اخراجات کی پابجائی کرتے ہیں، مدارس دین کے محفوظ اور مضبوط قلعے ہیں، اسلام کی حفاظت اور اس کی نشر واشاعت کا کام اللہ تبارک وتعالی ان مدارس سے لے رہے ہیں، آج جو ہندوستانی مسلمان اپنا امتیازی تشخص اور ملی وجود باقی رکھے ہوئے ہیں اس کا سہرا یقیناً مدارس اسلامیہ ہی کو جاتا ہے، اس لئے صرف عید قرباں کے موقع پر ہی نہیں؛ بلکہ وقتاً فوقتاً مدارس کا تعاون کرنا اور اس کے مالیہ کو مستحکم اور مضبوط کرنا امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔

اس وقت ہندوستانی مسلمانوں کے جو ناگفتہ بہ حالات ہیں، فرقہ پرست طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کو زک پہونچانے کے لئے متحد ہوگئی ہیں، اور ارتدادی مہم کی سرگرمیاں زور وشور سے چل رہی ہیں ایسے نازک اور مشکل ترین وقت میں امت مسلمہ کے لئے ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ قربانی کے بھولے ہوئے سبق کو تازہ کریں، خدائے وحدہ لاشریک لہ سے عہد وفا کی تجدید کریں، نفسانی خواہشات اور نفسانی تقاضوں کو خیرباد کہہ کر اطاعت وفرماں برداری کی راہ اختیار کریں، خدائے غفار سے اپنا تعلق مضبوط کریں، اور دین کی خاطر اپنے مال ومتاع اور جاہ ومنصب کو قربان کرنے کا جذبہ پیدا کریں، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا خاص اہتمام کریں، اگر مسلمان اس کے لئے تیار ہوتے ہیں تو یہ سیاسی اور سماجی حالات جو مسلمانوں کے فضائے حیات پر سیاہ بادل بن کر چھائے ہوئے ہیں دور ہوں گے، اور ہر سو چھائی ہوئی ذلت ونکبت ختم ہوگی، اور شاہی سے کلیمی اور غلامی سے آقائی حاصل ہوگی، اور اس طرح سے مسلمان اپنی عظمت رفتہ اور کھوئے ہوئے وقار کو بحال کرسکتے ہیں۔

یہ انصاف نہیں طاقت کا نشہ ہے

تحریر: فیضان مصطفی(انڈین اکسپریس : یکم اگست ۲۰۱۹ء) ترجمہ سید محمد عادل فریدی

طلاق ثلاثہ کو دیوانی معاملات سے نکال کر فوجداری میں شامل کرنا فوجداری قانون کی اولین بنیادوں کی خلاف ورزی کرتا ہے ۔ یہ قانون متضاد نتائج کا حامل ثابت ہو گا۔

طلاق ثلاثہ بل کے تعلق سے بہت باتیں ہوئیں ،بالآخر پارلیامنٹ کے دونوں ایوانوں سے یہ بل پاس ہو ہی گیا۔مرکزی وزیر قانون نے اس بل کو جائز ٹھہراتے ہوئے اس کو صنفی مساوات کا مسئلہ قرار دیا۔انہوں نے پارلیامنٹ میں یہ بھی بیان کیا کہ پورے ملک میں پچھلے دو سالوں میں طلاق ثلاثہ کے صرف ۴۷۳ /واقعات پیش آئے ۔وزیر قانون کے اس بیان سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں ،پہلی چیز یہ ہے کہ طلاق ثلاثہ کے واقعات کی تعداد بہت معمولی ہے جس کو نظر انداز کیا جا سکتا تھا ،لیکن اس کو سیاسی وجوہات کی بنا پر بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا اور ایسے پیش کیا گیا گویا یہ ملک کا سب سے سلگتا ہوا مسئلہ ہو۔اور دوسری چیز یہ کہ آرڈیننس میں بل کو تعزیرات کے خانے میں ڈالنے میں کوئی سخت اثر نہیں پڑ رہا تھا۔اس بل کے جواز میں تیسری دلیل یہ پیش کی گئی کہ مسلم ممالک نے بھی طلاق ثلاثہ کو قابل سزا جرم قرار دے رکھا ہے ،حقیقت میں یہ دلیل بالکل غلط ہے۔کسی بھی عمل کو باطل یا غلط (Invalid) قرار دینے اور اس کے جرم (Offence) قرار دینے میں فرق ہے ۔سپریم کورٹ نے طلاق ثلاثہ کو باطل (Invalid) قرار دیا تھا،اس نے حکومت سے اس کو قابل سزا جرم قرار دینے کو نہیں کہا تھا۔

درحقیقت جس دن لوک سبھا میں یہ رجعت پسندانہ قانون پاس ہوا اسی دن اخباروں میں ایک رپورٹ شائع ہوئی کہ ملیشیا کے سابق بادشاہ جنہوں نے حال ہی میں تخت شاہی کو خیر باد کہا تھا،انہوں نے اعلان کیا ہیکہ وہ اپنی روسی بیوی کو تین طلاق دے چکے ہیں ۔اس خبر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلم دنیا میں تین طلاق ابھی غیر مستعمل نہیں ہوا ہے ۔کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ ہندوستانی قانون قتل اور عصمت دری پر سزا دیتا ہے ،اس لیے ہندوستان میں کوئی قتل یا عصمت دری کا واقعہ پیش نہیں آتا ہے؟

مسلم ممالک کے اوپر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ مسلم ملکوں نے صنفی مساوات کے قانون کے تعلق سے کمزور مثال پیش کی ہے ،اور اس کی مثال میں وہاں کے چند قوانین کا حوالہ دیا جاتا ہے ،مثال کے طور پر یہ بات کہی جاتی ہے کہ عام طور پر تمام مسلم ملکوں میں مسلم مردوں کے برخلاف عورتیں عیسائی یا یہودی مردوں سے شادی نہیں کر سکتیں ۔بعض ملکوں میں ''شوہر کی اطاعت'' خواتین کے فرائض میں داخل ہے ،اور انہیں گھر سے باہر نکلنے یا کوئی ملازمت کرنے کے سلسلہ میں شوہر کی اجازت حاصل کرنا لازم ہے ۔ان کی گواہی مردوں کے مقابلہ میں نصف قرار دی جاتی ہے ۔بعض ملکوں میں عصمت دری کرنے والا سزا سے بچ جاتا ہے اگر وہ عصمت دری کی شکار خاتون سے شادی کر لے ۔ یہاں تک کے بچوں کی کفالت اور ان کے نفقہ کے سلسلہ میں مسلم ملکوں کے قوانین رجعت پسندانہ ہیں ،قانون کے مطابق ماں کو بیٹے کی کفالت کا حق صرف دس سال کی عمر تک اور بیٹی کی کفالت کا اختیار محض بارہ سال کی عمر تک ہی حاصل ہوتا ہے ،مزید برآں اگر وہ دوسری شادی کر لے تو فوری طور پر بچوں کی کفالت کا حق کھو دیتی ہے ۔ وہ ممالک زنا اور ارتداد کے لیے موت کی سزا دیتے ہیں ۔ (دل چسپ بات یہ ہے کہ وہی لوگ جو صنفی مساوات کے سلسلہ میں مسلم ممالک میں رائج مندرجہ بالا قوانین کے سلسلہ میں تنقید کرتے رہے ہیں ، وہی طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں صنفی مساوات کے نام پر مسلم ممالک کی مثال دیتے نہیں تھکتے: مترجم)

مونٹیسکیو (ایک فرانسیسی جج اور فلسفی) کے مطابق ہر وہ سزا جو شدید ضرورت کے بغیر دی جائے ،ظلم ہے ۔درحقیقت فوجداری قانون (Criminal Law) کا استعمال صرف آخری تدبیر (آخری حجت) کے طور پر ہونا چاہئے اور اسکو صرف ''انتہائی قابل مذمت غلطیوں'' کے لئے استعمال کیا جانا چاہئے ۔طلاق ثلاثہ بل فوجداری قانون کو غیر ضروری طور پر تھوپے جانے کی مثال ہے ۔

ہمارے فوجداری نظام قانون کے سلسلہ میں ہونے والی حالیہ تین بحثوں پر غور کیجئے ،پہلی مثال یہ ہے کہ ہم نے زنا کے ذریعہ ازدواجی اعتماد کو توڑنے کو جرم کی فہرست سے باہر کر دیا ہے ۔دوسری مثال یہ ہے کہ ہم نے ہم جنسی کو جرم کی فہرست سے باہر کر دیا ہے حالانکہ یہ صدیوں سے تمام مذاہب میں اور ہر نظام قانون کے تحت قابل سزا جرم قرار دی جاتی رہی ہے ۔تیسری مثال یہ ہے کہ ہم ابھی تک ''ازدواجی عصمت دری'' (شوہر کا بیوی کی مرضی کے خلاف اس کے ساتھ زبردستی جنسی تعلق قائم کرنا) کو قابل سزا جرم قرار نہیں دے سکے ہیں ،اس عمل کے خلاف اپنی تمام تر نفرت اور حقارت کے باوجود ۔اگر کوئی عمل ''گناہ'' ہے تو آپ رہنے دیجئے خدا خود اس گناہ کی سزا گناہ گار کو دے گا ۔کسی بھی شہری قانونی نظام کو مذہبی اخلاقیات کے معاملہ میں زبردستی نہیں کرنی چاہئے ۔انگلینڈ میں وولفینڈن کمیٹی کی رپورٹ (۱۹۵۷ء) میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ''جب تک کوئی معاشرہ کسی گناہ کو جرم کے مترادف قرار دینے کے لئے قانونی نظام کے ذریعہ جان بوجھ کر کوئی کوشش نہ کرے ، نجی اخلاقیات اور بے حیائی کا دائرہ باقی رہنا چاہئے ،مختصر الفاظ میں یہ قانون کا کام نہیں ہے (کہ کسی معاشرتی عمل کو وہ خود سے جرم قرار دے)''۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی قانون کے تحت تین طلاق ایک ''گناہ'' ہے ،یہاں تک کہ نریندر مودی کی حکومت نے بھی سائرہ بانو کیس کے سلسلہ میں داخل کیے گئے ایفی ڈیوٹ میں بھی اس کو ''گناہ'' قرار دیا گیا ہے۔اس کے باوجود ہم اسکو فوجداری قانون کے دائرے میں لا کر اسے قابل سزا جرم قرار دینے اور مذہبی اخلاقیات کی دیوار کو توڑنے پر تلے ہوئے ہیں ۔بی جے پی کے ارکان پالیامنٹ نے طلاق ثلاثہ بل پر بحث کے دوران کہا کہ چونکہ تین طلاق گناہ ہے اس لیے اسے قابل سزا جرم قرار دیا جانا چاہئے ۔کیا ہم حکومت الٰہیہ کے قیام کی سمت جا رہے ہیں؟

دوسرے زاویہ سے دیکھیں تو تین طلاق ایک منفرد معاملہ ہے ،جس میں قانون ایک روایتی حنفی مسلم خاتون کو رشتہ ازدواج میں باقی رہنے پر مجبور کر رہا ہے جس کو وہ اپنے مذہبی عقیدے کے مطابق گناہ سمجھتی ہے ۔اگر اس کے خیال میں اس کے مسلک کے مطابق اس کی شادی ختم ہو چکی ہے ،اس کے باوجود اس کو جنسی تعلقات قائم کرنے پر مجبور کیا جانا سراسر ظلم ہے جو اس شتر بے مہار قانون کے ذریعہ اس پر کیا جا رہا ہے ، جو کہ انسان کی ذاتی پسند اور خودمختاری کو شدید طور پر مجروح کرتا ہے ۔ایک طرف تو ہمارے پاس نام نہاد ''لو جہاد'' کا عفریت ہے جو کہ کسی شخص کو اپنی پسند کی شادی کرنے کی آزادی سے محروم کرتا ہے ،تو دوسری طرف مسلم خواتین کو اسی بدبخت شوہر کے ساتھ رہنے پر مجبور کیا جا رہا ہے جس نے اس کو یک بارگی تین طلاق دے دی ہے ۔ہم نہیں کہہ سکتے کہ سابری مالا مندر میں عورتوں کے داخلہ کا مسئلہ تو عقیدہ اور آستھا کا معاملہ ہے اور تین طلاق صنفی مساوات کا مسئلہ ہے ۔یہ تو اقتدار اعلیٰ کا دوغلہ پن اور فریب ہے ۔مزید برآں یک بارگی تین طلاق کو جرم نہیں قرار دیا جانا چاہئے اگر وہ بیوی کے مطالبہ پر دی گئی ہو، ہم مسلم خاتون کے اس حق کو ختم نہیں کر سکتے ۔

بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ''جرائم'' حکومت کی پالیسیوں میں تیار ہوتے ہیں اسی وجہ سے فوجداری قانون ''طاقت'' کے نظریہ کا مُظہر ہوتا ہے نہ کہ ''انصاف'' کا (گویا ہماری پالیسی جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے فارمولے پر قائم ہے) اسکا سب سے واضح ثبوت غیر قانونی سرگرمیاں (روک تھام) قانون (UAPA) میں ہونے والی حالیہ ترمیم ہے ۔ریاست اپنی صوابدید کے مطابق اپنی مخصوص انتخابی یا دوسری ضروریات کے مطابق بعض کاموں کو جرائم کی فہرست میں شامل کرتی ہے ۔گویا کہ ریاست تقریباً ہر چیز کو جرم قرار دینے اور اس کو جرم کی فہرست سے باہر نکالنے کا فیصلہ کر سکتی ہے ۔

جرم کی فہرست میں صرف اس ناجائز اور غیر قانونی عمل کو شامل کیا جا سکتا ہے جو معاشرہ کے مفاد یا تحفظ کے لیے شدید خطرہ ہو ،اور جس کی تلافی محض متاثر شخص کو معاوضہ ادا کر دینے سے نہ ہوتی ہو۔فوجداری قانون کا مقصد ایسے طرز عمل سے منع کرنا اور ان کی روک تھام کرنا ہے جس سے بلا جواز اور بلا عذر انفرادی یا عوامی مفادات کو کافی نقصان پہنچانے کا خطرہ ہو۔ چونکہ سپریم کورٹ نے تین طلاق کو باطل اور غیر مؤثر قرار دے دیا اور اب یہ شادی کو ختم کرنے کے قابل باقی نہیں رہی تو اب اس سے کسی کو کوئی خطرہ نہیں رہا ،اسی لیے اب یہ معاشرہ کے مفاد یا تحفظ کے لیے خطرہ نہیں ہے ۔مختار عباس نقوی نے لوک سبھا میں اپنی تقریر کے دوران کہا کہ حکومت نے اس کو اب ضمانتی جرم بنا دیا ہے ،ان کا کہنا غلط ہے ،ضمانتی جرم وہ ہوتا ہے جہاں ضمانت مجرم کا حق ہوتی ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ،طلاق ثلاثہ بل کے تحت ضمانت جج کی صوابدید پر منحصر ہے ،اس لیے اس کو غیر ضمانتی ہی کہا جائے گا ۔مزید برآں ہم نے اس عدالتی صوابدید کو اور محدود کر دیا ہے اس طور پر کہ اس کے تحت جج اپنا فیصلہ صرف اس عورت کے بیان کی بنیاد پر سنا سکتا ہے جس کو طلاق دی گئی ہے ۔

فوجداری قانون وہاں نہیں استعمال کیا جانا چاہئے جہاں وہ اس عمل پر قابو پانے میں موثر نہ ہو۔تین طلاق کا قانون اس صورت میں ناکام ثابت ہو جاتا ہے جہاں شوہر نے زبانی طور پر تین طلاق دی ہو اور وہاں پر زوجین کے علاوہ کوئی موجود نہ ہو، کیوں کہ یہاں پر طلاق کو ثابت کرنے کا بار استغاثہ کے ذمہ ڈالا گیا ہے ،اور ایسی صورت میں تین طلاق کو ثابت کرنا استغاثہ کے لیے جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے ۔اس قانون کے تحت ہم مسلم خواتین کو ایک بڑا نقصان پہونچا رہے ہیں ، کیوں کہ کوئی بھی شوہر جو اپنی بیوی کی شکایت پر تین سال جیل میں گذار کر آیا ہو وہ اس بیوی کو دوبارہ اپنے ساتھ رکھنا گوارہ نہیں کرے گا ۔یہ بل مزید طلاقوں اور علاحدگیوں کا راستہ کھولے گا ۔اس طرح تین طلاق سے نمٹنے کا علاج بیماری سے بھی بدتر ہے ۔اس کے برخلاف اس پر قابو پانے کی بہتر صورت یہ ہے کہ نکاح کے معاہدہ میں ہی یہ بات لکھ دی جائے کہ شوہر کسی بھی حالت میں بیوی کو یک بارگی تین طلاق نہیں دے گا ، اگر وہ ایسا کرے گا تو اسے پانچ گنا مہر ادا کرنا ہوگا ۔ اور معاہدہ کے مطابق رقم ادا نہ کرنے کی صورت میں جیل کی سزا دینا دیوانی قانون کے تحت جائز ہوگا ، کیوں کہ دیوانی قانون کے تحت قرض کی عدم ادائیگی کی صورت میں جیل بھیجنے کا ضابطہ موجود ہے ۔

انصاف کے تقاضے کے مطابق سزا میں صرف اتنی شدت ہونی چاہئے جو دوسروں کو اس جرم سے روکنے کے لیے کافی ہو ۔ جو سزائیں جرم سے بڑھ جاتی ہیں ، حتمی تجزیے کے مطابق ان سے ریاست کو نقصان ہوتا ہے ۔اس نئے بل میں تین طلاق پر تین سال جیل کی سزا جرم کی شدت سے زیادہ ہے ،اس لیے یہ نامناسب ہے ۔ تعزیرات ہند (انڈین پینل کوڈ) میں اس سے بڑے بڑے جرائم کے لیے اس سے کم سزا رکھی گئی ہے ۔طلاق ثلاثہ بل نے ''معمولی'' اور ''بڑے'' جرائم کے درمیان فرق ختم کر دیا ۔فوجداری قانون کے ''تحفظ کے وعدے'' کو ''تباہ کرنے کی طاقت'' کے مماثل کر دیا گیا ہے ۔ہم تو بس یہی امید کر سکتے ہیں کہ اس بل کا غلط استعمال نہیں ہوگا ۔

(مضمون نگار این اے ایل ایس اے آر یونیورسٹی آف لا حیدرآباد کے وائس چانسلر ہیں، مضمون میں پیش کی گئی آراء ان کی ذاتی ہیں ۔)

اخبارِ جہاں

معروف صحافی رویش کمار کو ریمن میگسیسے ایوارڈ

معروف صحافی رویش کمار کو ایشیاء کا نوبل انعام کہے جانے والے ریمن میگسیسے ایوارڈ سے نوازا جائے گا۔فلپائن کے ریمن میگسیسے ایوارڈ فاؤنڈیشن نے صحافی مسٹر رویش کمار کے علاوہ میانمار کے صحافی کو اسوے ون، تھائی لینڈ کے سماجی کارکن کے انگکھانا نیلا پائزت فلپائن کے موسیقار ریمنڈ و پوجانتے اور جنوبی کوریا کے سماجی کارکن کیم جونگ کی کو بھی سال ۲۰۱۹ء کا میگسیسے ایوارڈ دینے کا اعلان کیا ہے۔واضح ہو کہ ۱۹۵۷ء میں شروع ہونے والے میگسیسے ایوارڈ کو ایشیا کا سب سے بڑا انعام سمجھا جاتا ہے۔

انڈونیشیا کے سوماترا میں 7.1 شدت کا زلزلہ، سونامی کا خدشہ

انڈونیشیا کے سماترا جزیرے کے ساحل پر جمعہ کے روز زلزلے کے تیز جھٹکے محسوس کیے گئے اور اس کے ساتھ ہی یہاں سونامی آنے کا اندیشہ ہے۔یوروپین بحیرہ روم کے سیسمولوجیکل سنٹر) ای ایم ایس سی (کے مطابق ریختر پیمانے پر زلزلے کی شدت 7.1 ریکارڈ کی گئی۔ای ایم ایس سی کے محکمہ موسمیات ایجنسی کے مطابق، زلزلے کے بعد سونامی آنے کا اندیشہ ہے۔(یواین آئی)

کشمیر میں ثالثی مودی کی اجازت ملنے پر: ٹرمپ

امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے ایک بار پھر کشمیر مسئلے پر ثالثی کا ذکر چھیڑتے ہوئے کہا ہے کہ وہ اس کے لئے تیار ہیں لیکن ہندوستانی وزیر اعظم نریندر مودی اجازت دیں گے تبھی وہ بات آگے بڑھائیں گے۔مسٹر ٹرمپ نے صحافیوں کے ایک سوال پر کہا، ''حقیقت میں یہ سب ہندوستان کے وزیر اعظم نریندر مودی پر منحصر کرتا ہے۔وہ چاہیں گے تبھی اس مسئلے میں مدد کے لئے تیار ہوں۔(یواین آئی)

ہتھیار روک تھام کے لئے اقوام متحدہ کی امریکہ اور روس سے نیا معاہدہ کرنے کی درخواست

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل انتونیو گٹیر لیس نے امریکہ اور روس پر زور دیا ہے کہ انٹرمیڈیٹ نیوکلیئر فورس (آئی این ایف) معاہدے کی مدت ختم ہونے سے پہلے وہ بین الاقوامی ہتھیاروں کی روک تھام کے لئے مشترکہ اقدامات کے تحت ایک نیا معاہدہ کرنے پر جلد از جلد غور کریں۔مسٹر گٹیر لیس نے جمعہ کے روز پریس سے بات چیت کے دوران کہا کہ سرد جنگ ختم کرنے اور یورپ کو مستحکم کرنے میں آئی این ایف کا اہم کردار رہا ہے۔انہوں نے کہا کہ ''اس معاہدے کی مدت ہفتہ کے روز ختم ہو رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی دنیا ایٹمی جنگ پر نکیل کسنے والا ایک انتہائی اہم اور قابل قدر ''ہتھیار'' کھودے گی۔(یواین آئی)

مرد سرپرست کی اجازت کے بغیر سعودی خواتین کر سکتی ہیں دنیا کی سیر

سعودی خواتین اب مرد سرپرستوں کی اجازت کے بغیر دنیا کی سیر کر سکتی ہیں اور انہیں اپنے نابالغ بچوں کا سرپرست بننے کا حق بھی حاصل ہو گیا ہے۔سعودی عرب کی مقامی میڈیا نے جمعہ کے روز یہ اطلاع دی۔روزنامہ ''عکاظ'' کے مطابق ''ملک میں نئے قانون کے تحت ۲۱/سال کی عمر کے بعد خواتین کو پاسپورٹ حاصل کرنے کے لئے اپنے مرد سرپرست سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(یواین آئی)

امریکہ کا اسامہ بن لادن کے بیٹے حمزہ کی ہلاکت کا دعویٰ

امریکی حکام نے دعویٰ کیا ہے کہ انٹیلی جنس آپریشن کے دوران القاعدہ کے سابق سربراہ اسامہ بن لادن کے بیٹے حمزہ بن لادن کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔امریکی میڈیا کے مطابق القاعدہ کے سربراہ اسامہ بن لادن کے جانشین حمزہ بن لادن کو ایک انٹیلی جنس آپریشن میں قتل کر دیا گیا۔امریکی حکام نے اس آپریشن کی کوئی تفصیلات فراہم نہیں کیں کہ انہیں کب، کہاں اور کیسے ہلاک کیا گیا۔حمزہ کی عمر ۳۰/سال تھی اور وہ القاعدہ کے اہم لیڈر تھے۔امریکہ نے انہیں عالمی دہشت گرد قرار دیتے ہوئے ان کی معلومات فراہم کرنے پر دس لاکھ ڈالر انعام کا اعلان کیا تھا۔اس سال مارچ میں سعودی عرب نے بھی حمزہ بن لادن کی شہریت منسوخ کر دی تھی۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

افغانستان میں مسافر بس کے نزدیک بم دھماکے میں ۳۴/مسافر ہلاک

بین الاقوامی خبر رساں ادارے کے مطابق افغانستان کے مغربی صوبے فراہ میں ہرات ہائی وے پر نصب بم اُس وقت دھماکے سے پھٹ گیا جب ایک مسافر بردار بس وہاں سے گزر رہی تھی جس کے نتیجے میں بس میں سوار ۳۴/مسافر ہلاک اور ۱۷/زخمی ہو گئے۔ریسکیو اداروں نے امدادی کاموں کا آغاز کرتے ہوئے ہلاک اور زخمی ہونے والوں کو قریبی اسپتال منتقل کیا، دس زخمیوں کی حالت نازک ہونے کے باعث ہلاکتوں میں اضافے کا خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ہلاک اور زخمی ہونے والوں میں خواتین اور بچے بھی شامل ہیں۔پولیس کا کہنا ہے کہ مسافر بس فراہ سے ہرات کی جانب جا رہی تھی کہ شاہ ویز کے علاقے میں دھماکے کا شکار ہو گئی، بس میں خواتین اور بچے بھی سوار تھے۔بم دھماکے کا ہدف یہی مسافر بس تھی۔تاحال بس کو ہدف بنانے کی وجہ کا تعین نہیں کیا جا سکا ہے اور کسی گروپ نے ذمہ داری قبول نہیں کی ہے۔واضح رہے کہ اقوام متحدہ کی جانب سے گزشتہ روز ایک رپورٹ جاری کی گئی ہے۔جس میں انکشاف کیا گیا تھا کہ رواں برس کے پہلے حصے میں ۱۳۰۰/سے زائد شہری نیٹو اور اتحادی افواج کے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔

بزنس روزگار و کیریئر

سید محمد عادل فریدی

بابری مسجد تنازع پر سپریم کورٹ کا روزانہ سماعت کا فیصلہ

سپریم کورٹ نے بابری مسجد کی زمین کے تنازع پر ثالثی کمیٹی کی ناکامی کے بعد ۶/اگست سے روزانہ کی بنیاد پر سماعت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔میڈیا کے مطابق سپریم کورٹ میں بابری مسجد اور اس سے ملحقہ علاقے کی ملکیت کے لیے ۳/فریقین کے درمیان تنازع کے حل کے لیے بنائی گئی ثالثی کمیٹی کی رپورٹ کا جائزہ لیا گیا، رپورٹ میں تینوں اراکین نے ثالثی کے کردار میں ناکامی کا اعتراف کیا تھا۔سپریم کورٹ نے ثالثی پینل کے تنازع کے حل ڈھونڈنے میں ناکامی کے بعد چیف جسٹس کی سربراہی میں پانچ رکنی بینچ نے روزانہ کی بنیاد پر سماعت کرنے کا فیصلہ کیا ہے، یہ بینچ ۲.۷۷ ایکڑ زمین کے تنازع کے لیے ۱۴/فریقین کے اپیلوں کا جائزہ لے گی۔بابری مسجد کی ملکیت کے لیے ۳/فریقین سنی وقف بورڈ، نرموہی اکھاڑا اور رام للا کے درمیان قانونی جنگ کئی برسوں سے جاری ہے، ۲۰۱۰ء میں الہ آباد ہائی کورٹ نے زمین کو تین حصوں میں برابر تقسیم کرنے کا حکم دیا تھا تاہم اس فیصلے کے خلاف ۱۴/فریقین میدان میں آگئے تھے۔واضح ہو کہ سپریم کورٹ نے مذہبی اعتبار سے نہایت حساس تنازع کو عدالت سے باہر حل کے لیے ۹/مارچ کو ثالثی پینل تشکیل دیا تھا جو ۲/مرتبہ معیاد میں توسیع کے باوجود تنازع پر فریقین کے درمیان رضامندی کرانے میں ناکام رہا تھا۔پینل کے سربراہ جسٹس خلیف اللہ تھے اور اراکین میں شری روی شنکر اور ایڈوکیٹ سری رام شامل تھے۔(نیوز ایکسپریس)

راہل، کیجریوال، ممتا، مایا کی رویش کمار کو مبارکباد

کانگریس کے سابق صدر راہل گاندھی، بہوجن سماج پارٹی کی سربراہ مایاوتی، دہلی کے وزیر اعلی اروند کیجریوال اور مغربی بنگال کی وزیر اعلی ممتا بنرجی نے صحافی رویش کمار کو ریمن میگسیسے ایوارڈ کے لئے منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کی ہے۔مسٹر گاندھی نے ٹوئیٹر پر لکھا: ''جرات مندانہ صحافت کے لئے مسٹر رویش کمار کو بہت مبارکباد، رویش اقتدار میں بیٹھے لوگوں کو خوف کے بغیر آئینہ دکھاتے رہے۔'' خیال رہے کہ کیجریوال بھی اس ایوارڈ سے سرفراز ہو چکے ہیں۔(یواین آئی)

وزیر برائے فروغ انسانی وسائل کی این ای پی پر جنوبی ہند کے ارکان پارلیمنٹ کے ساتھ ملاقات

فروغ انسانی وسائل کے مرکزی رمیش پوکھریال ''نشنک'' نے نئی تعلیمی پالیسی (این ای پی) کے مسودہ کے سلسلے میں پچھلے چند دنوں میں کرناٹک، کیرالہ، آندھرا پردیش، تمل ناڈو، اُڈیشہ اور پڈوچیری کے ارکان پارلیمنٹ سے پارلیمنٹ میں سلسلے وار ملاقاتیں کی ہیں۔اس دوان ارکان پارلیمنٹ نے این ای پی مسودہ پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا اور تعلیم سے متعلق کئی موضوعات زیر بحث آئے۔چند ارکان نے اپنی متعلقہ ریاست مرکز کے زیر انتظام خطے کی تعلیمی ضروریات کو ظاہر کرتی اپنی تحریری نمائندگی بھی فروغ انسانی وسائل کے وزیر کو سونپی۔(یواین آئی)

ذی الحجہ کا چاند نظر آ گیا، عید الاضحیٰ ۱۲/اگست کو

۲۹/ذی قعدہ مطابق ۲/اگست روز جمعہ ماہ ذی الحجہ کا چاند پھلواری شریف پٹنہ کے علاوہ بہار کے کئی اضلاع، بنگال، جھارکھنڈ اور راجدھانی دہلی میں عام طور پر نظر آیا۔لہٰذا مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے قاضی شریعت مولانا عبدالجلیل قاسمی نے اعلان کیا ہے کہ ۲۹/کی رویت کا اعتبار کرتے ہوئے یکم ذی الحجہ ۳/اگست ۲۰۱۹ء ہفتہ کے روز قرار پایا اور عید الاضحیٰ ۱۲/اگست ۲۰۱۹ء پیر کے روز ہوگی ان شاء اللہ۔

نئے آنے والے طلبہ کے لئے جامعہ ملیہ اسلامیہ میں تعارفی پروگرام کا انعقاد

نئے تعلیمی سیشن کے آغاز کے ساتھ ہی جامعہ ملیہ اسلامیہ کے متعدد شعبہ جات میں نئے تعارفی سیشن کا آغاز ہو گیا ہے۔سینٹر فار مینجمنٹ اسٹڈیز (سی ایم ایس) نے ایم بی اے (فُل ٹائم) سالِ اول کے نئے طلبہ کے لیے ایک تعارفی سیشن کا انعقاد کیا جس میں یونیورسٹی کی وائس چانسلر پروفیسر نجمہ اختر نے طلبہ کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ آپ سب کے سب خوش قسمت ہیں کہ سیکڑوں طلبہ میں سے آپ کا انتخاب عمل میں آیا جو اس ادارے میں داخلے کے متمنی تھے۔انھوں نے کہا یہ یقیناً آپ سب کے لئے فخر کی بات ہے کہ آپ جامعہ کا حصہ ہیں جو ایک ممتاز علمی دانش گاہ ہے اور جس کی گواہ ملکی و بین الاقوامی گریڈ ہے جو مستقل جامعہ کے حصے میں آ رہا ہے۔(یواین آئی)

اناو معاملہ: سپریم کورٹ نے اپنے حکم میں ترمیم کی

سپریم کورٹ نے اناو معاملہ سے وابستہ سڑک حادثہ معاملہ کو دہلی منتقل کرنے کے اپنے سابقہ حکم میں فوری طور پر ترمیم کی چیف جسٹس رنجن گوگوئی کی صدارت والی بنچ نے سالیسٹر جنرل تشار مہتہ کے خاص طور پر ذکر کے بعد اپنے حکم میں ترمیم کرتے ہوئے کہا کہ جب تک سڑک حادثہ کی جانچ پوری نہیں ہو جاتی تب تک اس معاملہ کو دہلی منتقل نہیں کیا جائے گا۔مسٹر مہتہ نے جمعہ کو معاملے کا خاص طور پر بنچ کے سامنے ذکر کیا اور کہا کہ چونکہ معاملہ کی جانچ فی الحال جاری ہے ایسی حالت میں اسے دہلی منتقل کرنے سے ملزمین کو حراست میں لینے اور ضمانت وغیرہ قانونی عمل میں دقت ہوگی۔عدالت نے مرکزی تفتیشی بیورو کو سڑک حادثہ معاملہ کی جانچ پوری کرنے کے لئے ۱۴/دن کا وقت دیا۔اس سے پہلے عدالت نے اناو عصمت دری معاملہ کی متاثرہ کو بہتر علاج کے لئے دہلی منتقل کرنے کے فیصلہ پر فوری طور پر روک لگا دی۔(یواین آئی)

اعلان تعطیل

تمام قارئین نقیب کو عید الاضحیٰ کی مبارکباد کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مورخہ ۱۲/اگست ۲۰۱۹ء کو نقیب کے دفتر میں عید الاضحیٰ کی تعطیل رہے گی۔اس لیے نقیب کا اگلا شمارہ اب مورخہ ۱۹/اگست ۲۰۱۹ء کو منظر عام پر آئے گا ادارہ نقیب تمام حجاج کرام کے لیے بھی حج مقبول و مبرور کی دعا کرتا ہے۔**منیجر نقیب**

طب و سائنس

آنکھوں کی بیماریاں

سلمان ہاشمی

آنکھوں کی بیماریوں کو ان کے مختلف حصوں کی بنیاد پر دیکھا اور بیان کیا جاتا ہے ۔آنکھ کے سامنے کے حصے کو قرنیا کہتے ہیں جسے اردو میں پتلی کہا جاتا ہے۔اس کا پچھلا حصہ پردہ بصارت کہلاتا ہے جسے ریٹنا کہتے ہیں۔آنکھ کے اگلے حصے میں جو مسائل پیش آتے ہیں' ان میں سفید موتیا، کالا موتیا، آنکھوں کی خشکی، آنکھوں میں پانی آنا اور ان کی سرخی شامل ہے۔اسی طرح آنکھ کے پچھلے حصے یعنی پردہ بصارت کی بہت ساری بیماریاں ہیں جن میں سے ایک پردے کا اکھڑ جانا ہے۔ ذیابیطس کے مریضوں کو پردہ بصارت کی بہت سی بیماریاں مثلاً سوجن اور آنکھ کے اندر خون آنا وغیرہ ہوسکتی ہیں۔تقریباً 40 سال کے بعد کی نزدیک کی نظر کمزور ہونا شروع ہوجاتی ہے جو 60 سال پر جاکر رک جاتی ہے۔جب عمر بڑھتی ہے تو سفید اور کالا موتیا بڑھ جاتا ہے جس سے نظر کمزور ہوتی جاتی ہے۔

موتیے کو کالا یا سفید کیوں کہتے ہیں؟

سفید موتیے)(catract کو سفید موتیا کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں آنکھ کا عدسہ شفاف نہیں رہتا بلکہ دھندلا ہوجاتا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے جب وہ بالکل سفید ہوجاتا ہے۔سفید موتیے کا سرجری سے علاج ممکن ہے۔موتیے کی ایک اور قسم وہ ہے جس میں علاج ممکن نہیں اسی لئے اسے کالا موتیا کہتے ہیں انگریزی میں اسے گلوکوما کہتے ہیں۔

اگر سفید موتیا نظر کو اتنا متاثر کر رہا ہے کہ عینک سے مریض کو کوئی مدد نہیں مل رہی تو پھر سرجری ہی اس کا حل ہے۔ایسے میں ایک آپریشن ہوتا ہے جس میں ٹانکے اور انجکشن لگائے بغیر موتیا نکال کر اس کی جگہ عدسہ لگا دیتے ہیں جو عمر بھر کیلئے ہوتا ہے ۔علاج کے طریقے کا تعلق اس بات سے بھی ہے کہ مریض کیا کام کرتا ہے۔اگر وہ لکھنے پڑھنے کے شعبے سے تعلق رکھتا ہے تو اسے نزدیک کی نظر کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔اگر کسان ہو تو شائد وہ یہ کہے کہ مجھے پڑھنا لکھنا تو ہے نہیں اور میرا کام چل رہا ہے۔دونوں مریضوں کو مختلف طرح سے دیکھا جائے گا

کالے موتیے کی صورت میں کیا کیا جاتا ہے؟

کالے موتیے کی مختلف اقسام ہیں اور ان کا علاج بھی مختلف ہے۔عموماً ڈراپس سے ہی اس کا علاج کیا جاتا ہے۔اگر مرض بڑھ چکا ہو تو پھر لیزر کا استعمال کیا جاتا ہے۔یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ کالے موتیے سے جو نقصان ہوجائے اس کو درست نہیں کیا جاسکتا۔لیزر سرجری کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ کالا موتیا مزید نہ بڑھے۔

اگر علاج نہ کیا جائے تو کیا موتیا نابینا پن کا باعث بن سکتا ہے؟

اگر علاج نہ کیا جائے تو موتیا بڑھتا چلا جاتا ہے۔اس میں مسئلہ یہ ہے کہ مریض کو درد نہیں ہوتا لہذا وہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ 50 سال کی عمر کے بعد آنکھوں کا سالانہ چیک اپ ضرور کروائیں۔جن لوگوں کے خاندان میں یہ بیماری ہو وہ 40 سال کے بعد سے سالانہ چیک کرانا اپنا معمول بنالیں۔اگر اس سے لاپرواہی برتی جائے تو نظر مکمل طور پر جاسکتی ہے۔

نظر کمزور ہونے کی دیگر وجوہات کیا ہوسکتی ہیں؟

نظر کی کمزوری کو ہم تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔ان میں دور کی نظر کی کمزوری, قریب کی نظر کی کمزوری اور پریس بائیو پیا ہے جس میں 40 سال کی عمر کے بعد نظر میں کمی واقع ہونا شروع ہوجاتی ہے۔گلاسز لگا کر ہم نظر بہتر کر سکتے ہیں۔اگر کوئی گلاسز نہیں لگانا چاہتا تو کنٹیکٹ لینز کا آپشن موجود ہے۔اگر وہ بھی نہیں کرنا چاہتا تو پھر لیزر سے اس کا علاج کیا جاتا ہے۔

آج کل بچوں میں نظر کی کمزوری کے مسائل زیادہ کیوں ہیں؟

سائنس اب اتنی آگے بڑھ گئی ہے کہ ہم بہت ابتدائی مرحلوں میں ہی کسی بیماری یا کمزوری کو شناخت کر لیتے ہیں۔پہلے ایسا نہیں ہوتا تھا۔پہلے اسکولوں میں بچوں کا چیک اَپ نہیں ہوتا تھا۔ٹیچرز کو آئیڈیا نہیں ہوتا تھا کہ کسی بچے کی نظر کمزور ہے یا نہیں ترقی یافتہ ممالک میں بچوں کی شروع ہی سے اسکریننگ کی جاتی ہے۔بچہ جب تین یا چار سال کی عمر میں اسکول جانا شروع ہوتا ہے تو وہیں اس کی نظر چیک ہوجاتی ہے۔ہمارے ہاں بھی اب والدین اس حوالے سے باخبر اور فکر مند ہوگئے ہیں۔وہ بچے میں ذرا سا بھی کوئی مسئلہ دیکھتے ہیں تو اسے ڈاکٹر کو دکھاتے ہیں۔ پہلے چیزیں وقت پر سامنے نہیں آتی تھیں اب وہ آجاتی ہیں۔

بھینگا پن بھی ایک مسئلہ ہے۔اس کی وجوہات کیا ہیں اور یہ کس عمر میں شناخت ہوجاتا ہے؟

بھینگا پن میں آنکھ یا تو زیادہ اندر کی طرف جارہی ہوتی ہے یا باہر کی طرف۔کبھی یہ اوپر کی طرف بھی جاسکتی ہے۔اس کی ایک وجہ بچے کی نظر کا کمزور ہونا بھی ہے۔جب نظر کمزور ہو تو آنکھ بہتر دیکھنے کے لیے اندر کی طرف آنا شروع ہوجاتی ہے۔اگر کسی کو بچپن میں سفید موتیا ہوگیا ہو اور وقت پر علاج نہ ہوا ہو تو بھی آنکھ میں ٹیڑھا پن آسکتا ہے۔اگر علاج کی بات کی جائے تو پہلے تو کوشش کی جاتی ھے کہ گلاسز سے مسئلہ حل ہوجائے۔اگر سفید موتیا ہے تو اسے نکالا جائے۔بھینگے پن کی صورت میں بعض اوقات ڈاکٹر مسلز کو اس طرح ایڈجسٹ کرتے ہیں کہ آنکھ سیدھی ہوجاتی ہے۔

شوگر کی بیماری کا نظر کی کمزوری سے کیا تعلق ہے؟

ذیابیطس ایسی بیماری ہے جو آنکھ سمیت جسم کے ہر عضو کو متاثر کرتی ہے۔ذیابیطس کی وجہ سے سفید موتیا جلدی آسکتا ہے۔کالا موتیا بھی اس کی وجہ سے آسکتا ہے اور پردہ بصارت میں سوجن بھی آسکتی ہے۔اس میں آنکھ کے اندر خون کی نالیاں بننا شروع ہوجاتی ہیں جن سے خون رسنا شروع ہوجاتا ہے۔اس سے نظر بالکل بند ہوجاتی ہے یا وہ پردہ بصارت کو اکھاڑ دیتی ہے۔یہ ساری بیماریاں شوگر کی وجہ سے ہوسکتی ہیں۔اس لیے ذیابیطس کے مریضوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ سال میں ایک دفعہ اپنی آنکھ کا معائنہ ضرور کروائیں۔اس میں آنکھ کی پتلی کو پھیلا کر پردہ بصارت کو دیکھنا چاہیے تاکہ اگر اس میں کوئی مسئلہ نظر آئے تو اسے بروقت حل کیا جاسکے۔اگر تاخیر ہوجائے تو نظر کی بہتری کے امکانات کم ہوجائیں گے دوسرا یہ کہ تاخیر سے مسئلہ پیچیدہ ہوسکتا ہے جس کی وجہ سے سرجری تک نوبت آسکتی ہے۔

کیا بلڈ پریشر کا بھی آنکھوں کے ساتھ کوئی تعلق بنتا ہے؟

بلڈ پریشر کی وجہ سے بعض اوقات آنکھ کے اندر سے تھوڑا تھوڑا خون رِسنا شروع ہوجاتا ہے آنکھ میں خون کی نالیاں سکڑنا شروع ہوجاتی ہیں اور کئی بار یہ بند بھی ہوجاتی ہیں۔ اس طرح نظر متاثر ہوسکتی ہے۔اس لیے بلڈ پریشر پر کنٹرول بہت ضروری ہے۔

آنکھوں کی حفاظت کے لیے ہم خود کیا کرسکتے ہیں؟

ہمیں آنکھوں کی دیکھ بھال کرنی چاہیے۔انہیں مٹی' گرد وغبار یا سورج کی تیز روشنی سے بچانا چاہیے۔اگر آپ موٹر سائیکل یا گاڑی پر ہوں تو سن گلاسز استعمال کریں۔آنکھوں کو باقاعدگی سے صاف کریں۔اگر خدانخواستہ آنکھ کے اندر کوئی چیز چلی جاتی ہے تو اسے اچھی طرح دھوئیں۔اگر ویلڈنگ کی طرح کا کوئی کام کریں تو حفاظتی چشمے ضرور پہننے چاہئیں تاکہ خدانخواستہ کوئی حادثہ ہو تو آنکھیں محفوظ رہیں۔

کیا کمپیوٹر پر کام کرنے والوں کی نظریں زیادہ متاثر ہوتی ہیں؟

پرانی اسکرینوں کے ساتھ ایسا مسئلہ ہوتا تھا۔اب تو زیادہ تر اسکرینیں اس طرح کی ہوتی ہیں جو نظر کو متاثر نہیں کرتیں ہیں۔البتہ جب آپ کمپیوٹر پر دیکھ رہے ہوتے ہیں تو آنکھ بہت کم جھپکتے ہیں۔اس سے آنکھ میں خشکی آسکتی ہے۔اس لئے جب آپ کمپیوٹر پر کام کر رہے ہوں تو بار بار اپنی آنکھیں جھپکتے رہیں۔

لیٹ کر پڑھنے یا ٹی وی دیکھنے سے نظر کمزور ہوجاتی ہے کیا یہ درست ہے؟

ہم نے دیکھا ہے کہ بعض پوزیشنز ایسی ہوتی ہیں جن میں آپ زیادہ دیر تک رہیں اور روزانہ کی بنیاد پر ایسا ہو تو وہ فرق ڈالتی ہیں۔مثلاً حفظ کرنے والے بچوں کی دور کی نظر اسی وجہ سے کمزور ہوجاتی ہے۔بہت زیادہ جھک کر پڑھنے والے اسکول کے بچوں کی نظر میں فرق پڑتا ہے۔اسی طرح ٹی وی اگر بہت قریب سے بیٹھ کر دیکھیں تو اس سے آنکھوں پر بوجھ پڑتا ہے۔ لیٹ کر بھی بعض پوزیشنز میں آنکھوں پر بوجھ کا امکان ہوتا ہے لیکن اگر آپ صحیح طریقے سے لیٹے ہیں اور پڑھ رہے ہیں تو اس سے فرق نہیں پڑتا۔گاڑی میں سفر کرتے ہوئے پڑھنے سے نظر میں تو کوئی فرق نہیں پڑتا البتہ چکر وغیرہ آسکتے ہیں۔

ریٹینا کی حفاظت اور صحت کے لیے کیا کیا جاسکتا ہے؟

ریٹینا یعنی پردہ بصارت کی بیماریاں ذیابیطس, عمر کے بڑھنے, دور کی نظر کی کمزوری یا چوٹ کی وجہ سے ہوسکتی ہیں۔اگر آپ کو نظر میں فرق نظر آرہا ہو آنکھ میں چھوٹی چھوٹی سی کیڑیاں سی نظر آرہی ہوں یا آپ کو سائیڈ سے شیڈ نظر آئے یا کم نظر آرہا ہو تو فوراً آنکھ چیک کروائیں تاکہ دیکھا جاسکے کہ خدانخواستہ کہیں آنکھ کا پردہ بصارت اکھڑ تو نہیں گیا یا آنکھ سے خون تو رسنا نہیں شروع ہوگیا۔ذیابیطس کے مریضوں کو آنکھوں کا معائنہ باقاعدگی سے کروانا چاہیے۔اب سائنس میں اتنی ترقی ہوگئی ہے کہ پردہ بصارت کی جو سرجری اب ہوتی ھے ان میں اکثر اوقات ٹانکے لگانے کی ضرورت بھی نہیں پڑتی۔ڈاکٹر اتنا چھوٹا سا کٹ لگاتے ہیں کہ وہ خود ہی بند ہوجاتا ہے۔

اہم نکات اور یاد رکھنے والی باتیں:

1۔ذیابیطس کے مریض سالانہ اپنی آنکھیں ڈاکٹر سے چیک کروائیں۔

2۔بچوں کے والدین چار یا پانچ سال کی عمر تک بچوں کی آنکھوں کا ایک ٹیسٹ ضرور کروالیں۔

3۔ایسے بچے جو وقت سے پہلے پیدا ہوں اور جنہیں آکسیجن لگی ہو ان کے لیے ضروری ہے کہ زندگی کے پہلے چھ سات ہفتوں میں آنکھوں کا چیک اپ کروائیں۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

الہ آباد ہائی کورٹ کے ایک جج پر چلے گا مقدمہ

چیف جسٹس رنجن گوگوئی نے آلہ آباد ہائی کورٹ کے جج جسٹس ایس این شکلا کے خلاف بدعنوانی مخالف قانون کے تحت ایف آئی آر درج کرنے کے لئے سی بی آئی کو اجازت دے دی ہے، جسٹس شکلا پر ایک میڈیکل کالج کے حق میں غلط فیصلہ سنانے کا الزام ہے، گزشتہ ماہ جسٹس ایس این شکلا کو برخاست کرنے کے لئے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے وزیر اعظم کو دوبارہ خط بھیجا تھا، اس سے پہلے سابق چیف جسٹس دیپک مشرا نے جنوری 2018 میں اور اب موجودہ چیف جسٹس رنجن گوگوئی نے وزیر اعظم پر زور دے کر جسٹس شکلا کو عہدے سے ہٹانے کے لئے جسٹس شکلا کے خلاف پارلیامنٹ میں تحریک لانے کی اپیل کی تھی، سپریم کورٹ کی ان ہاؤس جانچ کمیٹی نے جسٹس شکلا کو عدالتی بے ضابطگی یعنی کسی کو غیر منصفانہ فائدہ پہنچانے کے لئے غلط طریقے سے کام کرنے اور غلط فیصلے سنانے کا مجرم پایا تھا۔تب ۲۲/ جنوری ۲۰۱۸ء کو شکلا سے عدالتی کام کاج چھین لیا گیا تھا، سپریم کورٹ کی انکوائری کمیٹی نے یوپی کے ایڈووکیٹ جنرل کی شکایت پر پایا تھا کہ جسٹس شکلا نے ایک میڈیکل کالج کے حق میں غلط فیصلہ سنایا ہے، تازہ حالات میں جسٹس شکلا نے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سے مطالبہ کیا ہے کہ انہیں عدالتی کام واپس دیا جائے، یہ مطالبہ چیف جسٹس نے ٹھکرادی تھی اور وزیر اعظم کو ریمائنڈر بھیج کر جسٹس شکلا کو ہٹانے کے لئے پارلیامنٹ میں تحریک لانے کا مطالبہ کیا۔

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کے سمدھی کا انتقال

نائب ناظم امارت شرعیہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی جو ان دنوں اپنے اہل وعیال کے ساتھ حج کے سفر پر ہیں، ان کے سمدھی مولانا عبد الحنان قاسمی بن عبد الجبار مرحوم ساکن چک حبیب اللہ مظفر پور، سابق استاذ مدرسہ معہد العلوم الاسلامیہ چک چمیلی، سرائے، ویشالی ۳۱/ جولائی ۲۰۱۹ء بروز بدھ بوقت نو بجے شب انتقال ہوگیا، وہ گذشتہ ایک سال سے کینسر کے موذی مرض میں مبتلا تھے اور کولھے کی ہڈی ٹوٹ جانے کی وجہ سے صاحب فراش تھے، مفتی صاحب نے مصیبت کی اس گھڑی میں ان کے اہل خانہ سے تعزیت کرتے ہوئے ان کے لیے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی ہے، احباب ومخلصین سے بھی دعا کی درخواست ہے۔

ہجومی تشدد کے خلاف راجستھان اسمبلی میں بل پیش

ملک کے اندر ہجومی تشدد کے بڑھتے واقعات کے پیش نظر راجستھان حکومت اب اس پر قانون بنانے کی تیاری میں ہے، اس کے تعلق سے راجستھان اسمبلی میں حکومت نے بل بھی پیش کر دیا ہے، اس بل کے مطابق ہجومی تشدد کے واقعات کو انجام دینے والوں کو ۷/سال سے لے کر عمر قید اور ۲۵/ ہزار روپے سے لے کر پانچ لاکھ روپے تک کا جرمانہ ہوسکتا ہے، بل کے مطابق ہجومی تشدد کو روکنے کے لئے ریاست میں نوڈل افسر لایا جائے گا، جو کہ آئی جی سطح کا ہوگا، اس سے قبل ریاست کے وزیر اعلیٰ اشوک گہلوت نے بجٹ تقریر کے دوران اعلان کیا تھا کہ عصمت دری ہجومی تشدد اور ناموس کے نام پر قتل جیسے معاملات پر سخت قانون بنایا جائے گا، اس قانون کی معلومات اسکول نصاب میں بھی دی جائے گی، اشوک گہلوت نے کہا کہ چند لوگ جمع ہوجاتے ہیں اور پھر ایک شخص کو بری طرح مارتے ہیں، معاشرہ میں بڑھتے ہوئے جرائم کو روکنا ہوگا، گہلوت نے اپوزیشن کے ارکان سے پوچھا کہ کیا آپ لوگوں کو ہجومی تشدد کے واقعہ سے دکھ نہیں ہوتا، اس پر اپوزیشن اراکین نے بھی حامی بھری۔

گوشۂ خواتین

دل کو دل سے راہ ہوتی ہے

نشاء صدیقی

یہ ہمیشہ ذہن میں رکھنا کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے، اگر آپ کے دل میں خاوند کی عظمت ہوگی، پیار ہوگا، محبت ہوگی تو خود بخود خاوند کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہوگی۔ چنانچہ ایک بادشاہ اپنے وزیر کے ساتھ جار ہا تھا اس نے اپنے وزیر سے پوچھا: یہ جو کہتے ہیں دل کو دل سے راہ ہوتی ہے، اس کا کیا معنی ہے؟ وزیر باتدبیر تھا، اس نے کہا: بادشاہ سلامت! آپ کو میں یہ بات آنکھوں سے دکھا سکتا ہوں، مگر آپ ذرا کسی وقت عام کپڑے پہن کر میرے ساتھ چلیں، بہت اچھا، چنانچہ ایک دن بادشاہ نے اپنا تاج اور اپنے کپڑے اتار کر عام لوگوں کا لباس پہن لیا اور وزیر کے ساتھ باہر محل سے نکل گیا، چلتے چلتے ایک بندہ آگے آرہا تھا تو وزیر نے بادشاہ سے پوچھا کہ بادشاہ سلامت یہ کیسا آدمی ہے؟ اس نے کہا: بے وقوف لگتا ہے، جاہل ہے، لگتا ہے کوئی تمیز نہیں ہے اس کو، اس نے کہا: ٹھیک، آیئے ذرا پھر اس بندے سے سنیں، وزیر اس بندے کے پاس گیا، سلام دعا کی، کہنے لگا سناؤ یار! آج کل ہمارا بادشاہ کیسا ہے؟ کہنے لگا: پتہ نہیں کہاں کا بے وقوف بادشاہ بن گیا ہے؟ اس کو سمجھ ہی نہیں ہے، وہ بادشاہ بننے کے لائق ہی نہیں ہے، اس نے بھی آگے سے ایسے ہی الٹے سیدھے کمنٹس دے دیے۔ خیر تھوڑا سا اور آگے گئے تو وزیر کی نظر ایک اور نوجوان پر پڑی، اس نے بادشاہ سے پوچھا: بادشاہ سلامت! اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ بادشاہ نے کہا: بھلا آدمی نظر آتا ہے، اس نے کہا: آئیں اب ذرا اس سے پوچھتے ہیں، وزیر نے اس سے جا کے پوچھا: سناؤ بھئی! ہمارا بادشاہ کیسا ہے؟ کہنے لگا! یار، بہت ہی سمجھ دار ہے، اور اس نے تو رعایا کو بہت ہی خوش کر رکھا ہے، اور ہم لوگ تو بڑے خوش قسمت ہیں کہ ہمارا بادشاہ اس قدر قابل ہے، اب وزیر نے بادشاہ کو کہا کہ دیکھیں آپ ذہن میں دوسروں کے بارے میں جو خیالات آرہے تھے، آپ کے بارے میں وہی خیالات دوسرے بندوں کے دل میں آرہے تھے، یہ ہے کہ ”دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔“ ایک دل میں اگر دوسرے کے لئے محبت کے جذبات اٹھ رہے ہیں، پیار آرہا ہے تو یہ پیغام اس کو خود بخود پہنچ جاتا ہے اور دوسرا دل اس پیغام کو خود بخود لے لیتا ہے، اور دوسرے کے دل میں بھی اس کے بارے میں پیار اور محبت کے جذبات پیدا ہوجاتے ہیں، تو اپنے دل میں خاوند کے بارے میں ہمیشہ محبت رکھیں بلکہ اگر خاوند کی کوتاہیاں بھی ہوں اور غلطیاں بھی ہوں، تو آپ اس کے عیبوں کو جاننے کے باوجود اس سے محبت کریں، وہ آپ کی زندگی کا ساتھی ہے، دوستوں نے، ماحول نے، حالات نے اس کو بگاڑ دیا، اب آپ کی محبت اس کو نیکی کی طرف لے آئے گی، اور آپ کے جھگڑے اس کو اور زیادہ برا بنا دیں گے تو عیبوں کو جانتے ہوئے بھی درگزر سے کام لینا اللہ رب العزت کی صفت ہے۔ اور حدیث پاک میں فرمایا گیا وتخلقوا باخلاق اللہ۔ ترجمہ: (تم اپنے اخلاق کو اللہ کے اخلاق سے مزین کرو) عورت کو چاہئے کہ خاوند کی بدکرداری کے باوجود غلطیوں کے باوجود اپنے دل میں اس کے ساتھ محبت رکھے تو شوہر کا دل بھی کبھی اس کی طرف کھنچے گا، اور اس کی محبت میں سرشار ہوجائے گا۔

بچوں کی حوصلہ افزائی

درخشاں صغیر منکوٹی

خدا کے واسطے اپنے نابالغ بچوں اور نابالغ بچیوں پر ان کے سامنے حسن اعتراف اور ان کی اچھی کارکردگی کو سنوارنے سے بخل نہ کیجئے، انتہائی بخیل ہیں وہ ماں باپ جو اپنے بچوں کو ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ، مار پیٹ، چیخ پکار، دھونس اور رعب وداب کے ذریعہ تربیت کی کوشش کرتے ہیں۔ بچوں کے ہر کام کی اور ہر حرکت کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں اور ان کو شاباشی دینے میں کوتاہی کرتے ہیں، یہ ہرگز نہ بھولئے کہ بچہ بالکل ابتدائی زندگی میں جب اس کے اندر تھوڑا تھوڑا شعور پیدا ہونے لگتا ہے محبت اور پیار سے بھی زیادہ اپنے والدین اور متعلقین سے اپنی اہمیت اور وقعت کا اعتراف چاہتا ہے، ہر شخص کی توجہ کا مرکز بننا چاہتا ہے اپنی اس کوشش میں کبھی وہ معصومانہ مگر بیزار کن شرارت بھی کرنے لگتا ہے، جس سے ناسمجھ والدین کو غصہ آنے لگتا ہے اور یہی بچہ کو خراب کرنے کی جڑ ہے، جو بچہ فہیم اور چنچل ہوگا اتنا ہی وہ دوسروں کو اپنی طرف متوجہ رکھنے اور جاذبیت میں لگا رہے گا، ایسے بچے کی اس کے اچھے افعال اور حرکتوں پر تعریف کرنا بہت ضروری ہے، شاباشی ضرور دینا لیکن ساتھ ہی ساتھ اس عادت سے بھی بچانا بہت ضروری ہوگا کہ وہ خودستائی، خود بینی، خود نمائی سراہے جانے کی تمام برائیوں کے جال میں نہ پھنس جائیں، اور اپنے آگے کسی کی کوئی حیثیت نہ سمجھے کیونکہ اس سے وہ بچہ احساس برتری کے ملغوبے میں پھنس کر نفسیاتی بیماری میں مبتلا ہوجائے گا، جو بچے اپنے گھریلو ماحول اور وراثت کے اثر سے سست کاہل ہوجاتے ہیں ان کے اندر بھی اپنی کارکردگی سراہے جانے کا جذبہ موجزن رہتا ہے۔ وہ بھی چاہتے ہیں کہ وہ جو بھی کریں اس کی تعریف کی جائے۔

احترام ایک بہت چنچل بچہ تھا، شروع ہی سے توڑ پھوڑ اس کا مشغلہ تھا، ایک دن کھیلتے کھیلتے بہت بڑا تالا جو ایک کمرے میں لگا ہوا تھا اور کسی ضرورت کے لئے کھولا گیا تھا وہ اس کو اٹھا لایا اور جتنے اوزار گھر میں موجود تھے اور نوکیلے پتھر سب کو جمع کرکے اس تالے کو توڑنا شروع کردیا، ماں باپ اس کی تنہائی پسندی سے واقف تھے، اس لئے کوئی توجہ نہ دی جب کافی دیر ہوگئی وہ نظر نہ آیا تو ماں نے اس کو آواز دی۔ کچھ دیر کے بعد احترام دوڑ کے آیا، اماں، امان کمال کی محنت کی جب جاکے پھوٹا، وہ بہت خوش تھا، اس کی باچھیں کھلی ہوئی تھیں، سب لوگ ہنسنے لگے، ماں نے پوچھا کیا توڑ کے لائے ہو؟ بڑے شوق سے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر لے گیا اور دکھایا اور بولا اماں بہت محنت کی تب جاکے یہ ٹوٹا۔ دیکھا تو تالا ٹوٹا پڑا ہے۔ اب احترام کا یہ کارنامہ ماں باپ کے لئے ایک مسئلہ بن گیا۔ اگر توڑنے کی اس حرکت ومحنت کو سراہتے ہیں تو جوان ہوکر یہ بچہ تالا توڑنے کا عادی اور چور بن جائے گا اور اگر شاباشی نہیں دیتے ہیں تو دل شکنی ہوگی اور ہوسکتا ہے کہ جوان ہوکر پست ہمت اور بزدل بن جائے، بہر حال انہوں نے اس کی محنت کی بہت داد دی اور فوراً گھر میں ٹوٹی ہوئی گھڑیاں اور سائیکل، ہوا بھرنے کا پمپ اور لوہے کی بولٹ، بجلی کے سوائچ وغیرہ جمع کرکے احترام کے سامنے لاکر ڈھیر لگا دیا، اس میں وہ محنت کرتا رہا، مہارت حاصل کرتا رہا اور اس کی خوب تعریف ہوتی رہی، جوان ہوکر وہ فوج کا بڑا افسر بنا، اب وہ امریکن تعمیرات کمپنی کا مالک ہے۔

اسلامی رجحان کا بڑھتا دائرہ

محمد جاوید اختر ندوی

اس وقت پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف غیروں کے دلوں میں جو نفرت ودوری کی تخم ریزی کی جارہی ہے اور جس کے مظاہر وقفہ وقفہ سے ہم کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے رہتے ہیں، ان کے منجملہ دیگر اسباب میں ایک اہم ترین سبب مسلمانوں کا دینی شعائر، فرائض اور تعلیمات وہدایت پر عمل نہ کرنا یا کم کرنا ہے، چوں کہ دین اسلام ایک دین فطرت ہے اور یہی قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے نجات بخش دین ہے، اس لئے وہ کچھ دیر سے ہی سہی، جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقت معین ہوتا ہے مگر اپنا اثر چھوڑتا ضرور ہے، آج دنیا کے جن غیر مسلم ممالک میں مقیم مسلمانوں نے اپنی دنیاوی مشغولیات کے ساتھ دین پر عمل اور اس کی طرف خاموش دعوت کو اپنی ذمہ داریوں میں شامل کررکھا ہے، وہاں اس کے خوشگوار نتائج سامنے آرہے ہیں، اور خدائے واحد کی عبادت کے لئے مسجدیں قائم ہورہی ہیں۔

ری پبلک آف کاریلیا روس کے شمال مغرب میں فن لینڈ سے جڑی ہوئی ایک چھوٹی سی نیم خودمختار ریاست ہے، جس کے مرکزی شہر پٹیر وز وڈک کہا جاتا ہے، گزشتہ دنوں اس شہر کے نواح میں ایک عظیم الشان مسجد کی تعمیر کا سلسلہ شروع کیا گیا، یہ وہ علاقہ ہے جہاں ربع صدی قبل تک مسلمانوں کا کوئی وجود نہیں تھا، پھر رفتہ رفتہ پڑوسی ریاستوں آذربائیجان، تاتارستان وغیرہ سے کام کی غرض سے مسلمان اس ریاست میں آنے لگے، نیز عرب ممالک سے بھی تعلیم اور سیاحت کی غرض سے مسلمانوں کی آمد شروع ہوگئی، چنانچہ اس وقت پوری ریاست میں جو کہ رقبہ کے اعتبار سے ملک شام کے مساوی ہے، تقریباً ۲۰/ہزار مسلمان آباد ہیں، جن میں ایک قلیل تعداد فن لینڈ کے نومسلموں کی بھی ہے جن کی تعداد میں دن بدن الحمدللہ اضافہ ہورہا ہے۔

۲۰۰۱ء میں باقاعدہ مسلمانوں کی ایک تنظیم کا آغاز کیا گیا اور الحمدللہ اس وقت ساری ریاست میں مسلمانوں کی چار تنظیمیں دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دے رہی ہیں، ان تنظیموں کے دفاتر میں نماز باجماعت کی غرض سے مصلی کے طور پر کچھ کمرے مخصوص کئے گئے ہیں مگر ابھی تک مسلمانوں کی کوئی باقاعدہ مسجد کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا اور اب الحمدللہ روسی حکومت کے تعاون سے شہر کے وسط میں زمین خریدی جاچکی ہے، جس پر ایک وسیع وعریض مسجد کی تعمیر کا عمل جلد ہی شروع کردیا جائے گا۔

اس کا اثر یہ ہے کہ جب غیروں نے مسلمانوں کے اعمال وکردار، اور اخلاق ومعاملات کے ذریعہ براہ راست دین کو سمجھا تو ان کے دلوں میں بٹھائی گئی نفرتیں مٹنے لگیں اور مسلمانوں سے منصوبہ بند طور پر پیدا کی گئی وحشت ودوری میں بڑی کمی آگئی۔

ایک خبر کے مطابق بلجیم کے شہر گانت کی کونسل نے سیکنڈری اسکولز میں زیر تعلیم مسلمان طالبات پر حجاب کے حوالے سے عائد کی جانے والی پابندی کالعدم قرار دے دیا، واضح رہے کہ گزشتہ ماہ مقامی کونسل نے سیکنڈری اسکولز کی طالبات پر حجاب لینے کی پابندی عائد کردی تو کچھ مسلمان والدین نے اس پابندی کے خلاف کورٹ میں رٹ دائر کردی، کورٹ نے اپنے فیصلے میں اس پابندی کو مذہبی اور شخصی آزادی کے مغایر بتلاتے ہوئے فوری طور پر اس کو منسوخ کرنے کے احکام جاری کردئے، کورٹ نے مزید اپنے فیصلے میں کہا کہ ملک کے ہر شہری کو اپنے دین اور مذہب پر آزادی کے ساتھ عمل کرنے کی اجازت ہے اور اس قسم کی پابندیاں ملک کے معاشرے میں مذہبی تناظر کو ہوا دے سکتی ہیں۔

مغربی ممالک، جہاں اسلام اور اسلامی تعلیمات کا نام لینا دشوار تھا، اب الحمدللہ وہاں کے اسکولوں میں اسلامی مضامین کی تدریس کا نظم کیا جارہا ہے، اور بچے دیگر مضامین کے ساتھ دینی تعلیم کا بھی درس لے رہے ہیں، اور اپنے مذہب اور اس کی تعلیمات سے بخوبی بہرہ ور ہورہے ہیں۔

جرمنی کے صوبے شمالی راین کی کونسل نے پرائمری اور سیکنڈری اسکولز میں دیگر تدریسی مواد کے ساتھ اسلامی تعلیمات پر مبنی مواد کو بھی نصاب میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہے، جس کی تدریس آئندہ سال سے شروع کردی جائے گی، تدریسی زبان جرمن ہوگی جس کے لئے ایسے مسلمان اساتذہ کا تقرر کیا جارہا ہے، جو بیک وقت اسلامی علوم کے ساتھ جرمن کی ثقافت، زبان اور تاریخ پر عبور رکھتے ہوں تاکہ بچوں کو نہ صرف مقامی زبان میں اسلام سے متعارف کروایا جائے بلکہ ساتھ ہی مقامی تہذیب وثقافت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا جائے اور اس تعلیم کا سب سے اہم مقصد بچوں کو دین کے نام پر تشدد اور انتہا پسندی سے محفوظ رکھنا ہے۔ واضح رہے کہ صوبے راین میں مسلمانوں کی سب سے بڑی تعداد سکونت پذیر ہے جو تقریباً ڈیڑھ ملین کے لگ بھگ ہے، اور اپنے اسلامی شعائر پر عمل کرنے کے لئے آزاد ہیں۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

طلاق ثلاثہ مخالف بل آئین ہند کے خلاف: حضرت امیر شریعت

مسلم پرسنل لابورڈ طلاق مخالف بل کے قانونی پہلوؤں کا جائزہ لے کر مضبوط قدم اٹھائے گا

مفکر اسلام امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ نے راجیہ سبھا سے ۳۰/جولائی کو پاس ہونے والے تین طلاق مخالف بل (خواتین حق نکاح تحفظ بل ۲۰۱۹) پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ بل آئین ہند کے خلاف ہے، یہ آئین کی اس روح کو مجروح کرنے والا ہے جس کے مطابق ملک میں بسنے والے ہر شہری کو اپنے مذہب اور عقیدہ کے مطابق زندگی گذارنے کی آزادی دی گئی ہے، یہ بل آئین میں دئے گئے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کرتا ہے، اس بل کو پاس نہیں ہونا چاہئے تھا، لیکن سیاسی پارٹیوں کی ناعاقبت اندیشی اور دورخے پن نے اس بل کو پاس کرانے میں حکومت کی مدد کی، جن پارٹیوں کے ممبران نے ایوان سے واک اوٹ کیا۔ انہوں نے در پردہ حکومت کی حمایت کی ہے، اس سے ان پارٹیوں کی دوہری پالیسی اور دورخے پن کا پتہ چلتا ہے، حکومت کی منشاء اس بل سے مسلم خواتین کے ساتھ ہمدردی نہیں بلکہ مسلمان مردوں کو پریشان کرنا اور اس قانون کا ناجائز استعمال کرکے مسلم مردوں کو جیلوں میں ڈالنا ہے، مسلم پرسنل لابورڈ سپریم کورٹ کے طلاق ثلاثہ سے متعلق فیصلے اور اس بل دونوں کو غلط سمجھتا ہے، اور اس کی مذمت کرتا ہے، بورڈ اس بل کے تمام قانونی پہلوؤں کا جائزہ لے کر بل کے خلاف کوئی مضبوط قدم اٹھائے گا۔

حدیث کی سند عالی کے لئے مکہ سے مونگیر کا سفر

جدہ کی مشہور یونیورسیٹی ''شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی'' کے ممتاز استاذ شیخ عمر بن محمد سراج بن احمد حبیب اللہ اپنے رفیق مدارس نظامیہ مکہ کے استاذ شیخ ماجد بن محمد الحکمی کے ساتھ سنیچر ۲۷/جولائی کو جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر پہونچے، جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر تک ان کا یہ سفر خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشیں مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ سے سند حدیث کی اجازت اور خانوادہ رحمانی کی خدمات حدیث کی جانکاری حاصل کرنے کی غرض سے تھا، انہوں نے یہاں آکر مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ سے اپنے لیے اور اپنے ڈھیر سارے رفقاء کے لیے حدیث کی اجازت حاصل کی، واضح رہے کہ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ کو حدیث پڑھنے پڑھانے کی اجازت دوسندوں سے حاصل ہے، جس میں سے ایک سند ہندوستان میں حدیث کے سرخیل حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ تک پہونچنے میں اقرب ترین ہے، اس سند میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ کے درمیان صرف چار واسطے ہیں، اجازت حدیث کے ساتھ مہمانان کرام نے کتب خانہ رحمانیہ جاکر حضرت مولانا محمد علی مونگیری کے پوتے اور حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ کے چچازاد بھائی حضرت مولانا فضل اللہ جیلانی کی سوانح حیات پر مشتمل کتاب کا مطالعہ کیا، حضرت مولانا فضل اللہ جیلانیؒ کا علم حدیث میں بڑا مقام تھا، آپ نے امام بخاری کی کتاب ''الادب المفرد'' کی پہلی شرح لکھی، جو بعد میں آنیوالی دوسری شرحوں کی بنیاد بنی۔ انہوں نے علماء ہند کے حالات پر حضرت مولانا ادریس نگرامی ندوی کی کتاب ''تطیب الاخوان بذکر علماء الزمان'' کا بھی مطالعہ کیا، نیز قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ، امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ اور جامعہ رحمانی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا شمس الحق صاحب کے بارے میں بھی معلومات حاصل کیں۔

اس موقع پر دونوں معزز مہمانوں نے جامعہ رحمانی کے طلبہ سے بھی خطاب کیا، شیخ عمر بن محمد سراج حفظہ اللہ نے اپنے خطاب میں خانوادہ رحمانی کی سند حدیث کے اقرب ترین ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ حدیث کی اسی عالی سند کے لئے میں نے مکہ سے مونگیر کا سفر کیا ہے، آپ خوش قسمت ہیں کہ ایسے عظیم شیخ کی سرپرستی آپ کو حاصل ہے اور اقرب ترین سند کے ساتھ علم حدیث حاصل کررہے ہیں، انہوں نے طلبہ سے تقویٰ حاصل کرنے اور منکرات سے بچنے کی نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے ''اتقوا اللّٰہ'' کہا، یعنی تقوی حاصل کرنے کی تعلیم دی، اور پھر آگے کہا ''یعلمکم اللّٰہ'' کہ اگر تم تقوی حاصل کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں علوم نبوت سے نواز دے گا، گویا علم حاصل کرنے کے لیے تقوی شرط ہے۔ شیخ ماجد بن محمد الحکمی حفظہ اللہ نے کہا کہ میرے لیے سعادت کی بات ہے کہ ایسے علمی ادارہ میں آیا ہوں جس کی سند عالی ہے، یہ میرے لیے بڑا اعزاز ہے، مجھے آپ سے خطاب کرنے کا موقعہ ملا، میں تو یہاں سیکھنے آیا تھا، مگر شیخ کا حکم ہے، اس لیے کھڑا ہوں، میں بھی طالب علم ہوں، آپ بھی طالب علم ہیں، اس لیے صرف اتنا عرض ہے کہ اپنے بلند ادارہ کی قدر کیجئے، حدیث کی جو عالی سند آپ کے شیخ کو حاصل ہے، اسے حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔

قرأت اور آذان کے سعودی مسابقہ کی تاریخ میں توسیع

سعودی عرب میں حکومت کی ''جنرل تفریحی اتھارٹی'' نے قرأت قرآن اور اذان کے عالمی مقابلوں کے لئے رجسٹریشن کی تاریخ میں توسیع کا اعلان کیا ہے۔ جنرل تفریحی اتھارٹی (الھیئتہ العامتہ للترفیہ) کے چیئرمین ترکی الشیخ کی طرف سے جاری بیان کے مطابق ان مقابلوں میں دنیا بھر کے شرکاء کی زبردست دلچسپی کے مدنظر رجسٹریشن کی آخری تاریخ 22 جولائی سے بڑھا کر 18 اگست کردی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تاریخ میں یہ توسیع اس لئے کی گئی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں حصہ لے سکیں۔ ترکی الشیخ نے مزید بتایا کہ ان مقابلوں کے اعلان کے بعد سے اب تک 162 ملکوں کے تیس ہزار سے زائد شرکاء اپنے نام کا اندراج کراچکے ہیں۔ جنرل تفریحی اتھارٹی کے مطابق قرات اور اذان کے ان مقابلوں میں اول مقام حاصل کرنے والے کو بالترتیب پانچ ملین ریال اور دوملین ریال بطور انعام دیئے جائیں گے۔ جب کہ انعامات کی مجموعی رقم ایک کروڑ بیس لاکھ ریال ہے۔ دونوں مقابلوں میں حصہ لینے کے خواہش مند www.quranathanawards.com پر لاگ ان کرکے رجسٹریشن کراسکتے ہیں۔

طلاق ثلاثہ بل شریعت میں مداخلت: مفتی ابوالقاسم نعمانی

صدر جمہوریہ دستخط کرنے کے بجائے پارلیمنٹ میں نظر ثانی کیلئے بھیجیں

طلاق ثلاثہ بل کے راجیہ سبھا سے منظور ہونے کے بعد مسلمانوں کی جانب سے مخالفت کا سلسلہ جاری ہے۔ اب برصغیر کے سب سے بڑے تعلیمی ادارے دارالعلوم دیوبند نے بھی کھل کر اس مخالفت کرتے ہوئے صدر جمہوریہ سے بل کو دوبارہ نظر ثانی کیلئے پارلیمنٹ میں بھیجنے کا مطالبہ کیا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی نے کہا کہ حکومت ہند کے ذریعہ پارلیمنٹ میں منظور شدہ طلاق ثلاثہ بل شریعت اسلامی میں کھلی مداخلت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ بل ناقابل قبول اور ناپسندیدہ اور حقوق نسواں کے بھی خلاف ہے یہ قانون جمہوری نظام اور دستور ہند میں دی گئی مذہبی آزادی کے بھی منافی ہے۔ محض عددی قوت کی بنیاد پر یہ غیر مطلوبہ بل منظور کرالیا گیا جب کہ ملک کی ہزاروں مسلم خواتین نے اس قانون کے خلاف دستخطی مہم کے ذریعہ صدر جمہوریہ ہند کو میمورنڈم پیش کیا تھا، انہوں نے کہا کہ حکومت ہند نے مسلم خواتین کی بڑی اکثریت کی آواز کو نہیں سنا اور اپنی عددی قوت کے زور پر اس کو منظور کرالیا، اس لئے ہم اس کو مسترد کرتے ہیں اور صدر جمہوریہ ہند رام ناتھ کووند سے مطالبہ کرتے ہیں کہ دستور ہند کی روح مذہبی آزادی اور جمہوریت کی بقا کے پیش نظر اس بل پر حتمی منظوری کے دستخط کرنے کے بجائے نظر ثانی کے لئے اس کو واپس پارلیمنٹ میں بھیج دیا جائے۔

مفتی ابوالقاسم نعمانی نے کہا کہ ملی تنظیموں کو بھی اس سلسلہ میں لائحہ عمل طے کرنا چاہئے اور غور وفکر کرنا چاہئے کہ جو قانون جبراً تھوپا جارہا ہے اس کو روکنے کے کیا آئینی اور دستوری صورت اختیار کی جاسکتی ہے۔ مولانا نے اس کو ایک نہایت حساس مسئلہ قرار دیا اور کہا کہ مسلمانوں کو بھی اس کی مضرت سے باخبر اور ہوشیار رہنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم معاشرے کے ذمہ داران کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ یہ قانون ہمارے مسلم معاشرے پر منفی اثر نہ ڈال سکے۔

سیلاب زدگان کی مدد کیجئے

ناظم امارت شرعیہ جناب مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے شمالی بہار کے متعدد اضلاع میں سیلاب سے متاثر ہونے والے افراد وخاندان کی بے کسی وکسمپرسی پر اظہار تشویش کرتے ہوئے کہا کہ حالیہ سیلاب سے ہزاروں لوگ بے گھر، لاکھوں افراد متاثر اور کروڑوں کی فصلیں اور املاک تباہ ہوئی ہیں، درجنوں افراد لقمۂ اجل بن چکے ہیں، بارش رک جانے کے باوجود بھی سیلاب کے پانی میں اتار چڑھاؤ جاری ہے، جس کی وجہ سے ہزاروں خاندان ابھی بھی اپنے گھروں کو نہیں لوٹ سکے ہیں، رپورٹ کے مطابق پناہ گزیں لوگ بے حد کسمپرسی اور بے چارگی کی زندگی گذار رہے ہیں، ناظم صاحب نے ایسے مشکل حالات میں تمام اہل خیر حضرات، انسانی ہمدردی رکھنے والے بھائیوں، علماء وائمہ، سماجی کارکنان، اور امارت شرعیہ کے نقباء ونائبین سے جنہیں اللہ نے اس مصیبت سے محفوظ رکھا ہے، اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ مصیبت کی اس گھڑی میں اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد کے لئے آگے آئیں اور اپنے اپنے علاقہ سے امدادی سامان اکٹھا کرکے متاثرین تک پہونچائیں اور راحت رسانی کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، انسانی خدمت ایک بڑی عبادت ہے، جو شخص دوسروں کے دکھ میں کام آتا ہے اللہ تعالیٰ دکھ کی گھڑی میں اس کی مدد فرماتا ہے، اس وقت کھانے پینے کی اشیاء، دوائی، گھر لوٹنے والے خاندانوں کو مالی تعاون دینے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے، امارت شرعیہ نے ہمیشہ ایسے موقع پر آگے بڑھ کر مصیبت زدگان کی مدد کی ہے، اس موقع پر بھی امارت شرعیہ کی جانب سے مصیبت زدگان کو راحت پہونچانے کا کام شروع ہے، اس وقت امارت شرعیہ کے علاقائی نمائندے اور ذیلی دفاتر کے قضاۃ مقامی طور پر متاثرین کی راحت رسانی میں لگے ہوئے ہیں، جس خاندان میں کسی کی جان یا مکان کا نقصان ہوا ہے، ان کی سروے رپورٹ بھی تیار کی جارہی ہے، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے ایسے متاثرین کو امارت شرعیہ کی طرف سے مناسب مدد دینے کا فیصلہ فرمایا ہے، جو یقیناً ایک بڑا کام ہے، اور اس کے لئے خطیر رقوم کی ضرورت بھی ہے۔

ناظم صاحب نے ایسے حضرات سے جو امارت شرعیہ کے واسطے سے متاثرین کی مدد کرنا چاہتے ہیں خصوصی اپیل کی ہے کہ وہ جلد از جلد اپنی رقم یا سامان امارت شرعیہ کو موصول کرائیں تاکہ متاثرین کی راحت رسانی کا کام بہتر طور پر انجام دیا جاسکے، جمعہ میں خاص طور پر امداد کی تحریک چلائیں، امدادی رقم امارت شرعیہ کے ریلیف فنڈ میں نیچے درج اکاؤنٹ نمبر پر بھیج سکتے ہیں:

A/C Name: Relief Fund Imarat Shariah
A/C Number: 918020100932926
IFSC CODE: UTIB0001664
BankName: AXIS BANK Branch: Anisabad , Patna

Volume:57/67, Issue:30 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

ستم کتنا ہی رخ بدلے وفا کی خو نہ بدلیں گے
وہ ترکش اپنا خالی کردیں ہم پہلو نہ بدلیں گے
(ڈاکٹر محمد کلیم عاجز)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

ہجومی تشدد۔ایک لمحہ فکریہ

ڈاکٹر مشتاق احمد دربھنگہ

ہمارا وطنِ عزیز ہندوستان نہ صرف ایک جمہوری ملک ہے بلکہ کثیر المذاہب اور کثیر اللسان، تہذیب وتمدن کا گہوارہ بھی ہے۔ اس لئے ہمارے آئین سازوں نے جمہوریت کی پاسداری کے ساتھ ساتھ ملک کی ساجھی وراثت کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے آئین میں بھی اس کی وکالت کی ہے اور حکومت کو پابند عہد بھی کیا ہے کہ وہ ہر شہری کے آئینی حقوق کی حفاظت کرے۔ مگر افسوس کہ حالیہ چند برسوں سے ملک میں تشدد بالخصوص ہجومی تشدد اور مذہبی منافرت کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس ہجومی تشدد کے شکار اگرچہ تمام شہری ہو رہے ہیں لیکن ان میں اقلیت طبقے کی اکثریت بھی واضح ہے۔ بلکہ یہ کہنا بھی درست ہوگا کہ خاص کر مسلم اقلیت کو نشانہ بھی بنایا جارہا ہے اور اس کے بہانے بھی مبینہ طور پر بنائے جاتے ہیں، کبھی بچہ چوری کے نام پر تو کبھی گئو کشی کے نام پر، تو کبھی مبینہ چھیڑ خوانی کے نام پر ایک بھیڑ کو مشتعل کیا جارہا ہے، سال ۲۰۱۴ء کے بعد نہ صرف اس طرح کے حادثات و واقعات میں اضافہ ہوا ہے بلکہ ایسا لگتا ہے کہ ایک منظّم طریقہ کار اپنایا جارہا ہے، سب سے افسوسناک بات تو یہ ہے کہ پولیس انتظامیہ بھی تماشائی کا کردار ادا کررہی ہے۔ نتیجہ ہے کہ اس غیر قانونی اور غیر انسانی فعل کو انجام دینے والے بے خوف وخطر اپنی روش پر قائم ہیں، اگرچہ وزیر اعظم نریندر مودی کی طرف سے مبینہ گئو رکچھک اور دیگر شدت پسند ہندوتو تنظیموں کی کارکردگی پر افسوس ظاہر کیا ہے اور سخت قانونی کاروائی کا اعلان بھی، لیکن سچائی یہ ہے کہ ریاستی حکومتوں اور مقامی انتظامیہ کی لاپرواہی کی وجہ سے اس طرح کے واقعات میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے، قومی جرائم رپورٹ کے مطابق اکتوبر ۲۰۱۸ء سے جنوری ۲۰۱۹ء تک ۲۵۴ سے زیادہ ہجومی تشدد کے واقعات رونما ہوئے ہیں اور اس کے شکار سب سے زیادہ مسلم و دلت طبقہ رہے ہیں، مختلف سیاسی جماعتوں کی طرف سے اور سول سوسائٹی کی تنظیموں کی طرف سے بھی اس کے خلاف مظاہرے ہوتے رہے ہیں، باوجود اس کے ہجومی تشدد پر قابو نہیں پایا جارہا ہے، اب تو اعلانیہ طور پر ''جے شری رام'' کا نعرہ نہیں لگانے والوں کے ساتھ نہ صرف بدسلوکی کی جارہی ہے، بلکہ اسے موت کے گھاٹ بھی اتارا جارہا ہے۔ ظاہر ہے کہ موت کے بعد اس کا جواز پیش کرنے کے لئے مقتول پر ہی چوری کا الزام لگایا جاتا ہے یا پھر دوسرے طرح کے مبینہ الزام کی بدولت معاملے کو الجھا دیا جاتا ہے اور پھر اس پر سیاست بھی ہونے لگتی ہے، نتیجہ ہے کہ ایک طرف شدت پسند تنظیموں کی طرف سے ہجومی تشدد کو انجام دینے والوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور مقتول کے حق میں آواز دبا دی جاتی ہے، دراصل حالیہ دنوں میں ایک منظّم سازش کے تحت اقلیت طبقے کو نشانہ بنانے کی مہم تیز ہوئی ہے اس کے پسِ پردہ کا راز عیاں ہے کہ خاص تنظیم مسلمانوں کو ملک میں خوف وہراس کے ماحول میں رکھنا چاہتی ہے، اب چوں کہ اس طرح کی تنظیموں کی سرپرستی حکمراں جماعت کررہی ہے اس لئے وہ بے خوف ہے، پولیس انتظامیہ بھی تماشائی ہے اور ہمارے ملک میں عدالتی انصاف کی کاروائی کتنی طول طویل ہے اس سے ہم سب واقف ہیں۔ غرض کہ جرائم پیشہ پولیس اور عدلیہ دونوں کے شکنجے سے بے خوف ہیں، ہمارے ملک میں عدلیہ پر کوئی سوال تو نہیں اٹھایا جاسکتا لیکن ایک ریکارڈ کے مطابق ۴۵ فی صد معاملات میں ہی ملزم کو مجرم قرار دے کر سزا مل پاتی ہے۔ باقی ۵۵ فی صد آزاد ہو جاتے ہیں۔ البتہ کیرل ہی ایسی ریاست ہے جہاں ۷۷ فی صد ملزم کو مجرم قرار دے کر سزا دی جاتی ہے۔ جب کہ امریکہ اور جاپان میں ۹۵ فیصد ملزم کو وہاں کی پولیس اور عدلیہ مجرم قرار دے کر سخت سے سخت سزا دیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ وہاں قانون کا عام شہریوں کے دلوں میں خوف بسا ہوا ہے، مگر اپنے ملک میں بے خوف ہو کر قتل و غارت گری کرنے والوں کے خلاف بھی کاروائی کم ہی دکھائی دیتی ہے۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو ملک کی سالمیت کے لئے ایک بڑا خطرہ ہے، شاید اس لئے ملک کے ۴۹ دانشوروں نے وزیر اعظم کے نام مکتوب لکھ کر اس ہجومی تشدد اور مذہبی منافرت پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا ہے اور فکر مندی ظاہر کی ہے ان میں معروف فلم ساز شیام بینیگل، آدر گوپال کرشنن، مشہور مؤرخ رام چندر گوہا، منی رتنم، انوراک کشیپ کے ساتھ ارپنا سین، ونایک سین، گوتم گھوش، کوکنا سین شرما اور سومتر چٹرجی شامل ہیں، واضح ہو کہ اس سے قبل بھی ملک کے معروف ادیبوں اور شاعروں نے ہجومی تشدد کے خلاف احتجاج کیا تھا اور ان لوگوں نے اپنے اپنے انعامات بھی واپس کردئے تھے، مگر اس وقت بھی ان لوگوں کو سیاسی چشمے سے دیکھا گیا تھا اور اب بھی دیکھا جارہا ہے۔ بلکہ ملک میں ''اربن نکسل'' کہہ کر ایک نئی فضا تیار کی گئی اور اب بھی حکمراں جماعتوں کی طرف سے اسی طرح کا نظریہ پیش کیا جارہا ہے اور موقف بھی ظاہر کیا جارہا ہے، ایسی صورت میں ہجومی تشدد پر قابو پانا بہت مشکل ہے، کیوں کہ جب تک پولیس انتظامیہ اور عدلیہ کی طرف سے ہجومی تشدد میں ملوث افراد کے خلاف فوری طور پر کوئی کاروائی نہیں ہوگی اور سزا نہیں دی جائے گی اس وقت تک یہ سلسلہ رکنے والا نہیں ہے۔ حال ہی میں اتر پردیش میں مظفر نگر فسادات کے درجنوں مقدمے واپس لے لئے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب فسادیوں کے خلاف پولیس کاروائی نہیں ہوگی اور حکومت کی طرف سے مقدمے واپس لئے جائیں گے تو فرقہ پرستوں پر کس طرح نکیل کسا جاسکے گا یہ ایک اہم سوال ہے؟

ہمارا ملک جمہوری نظام کا ملک ہے اور یہاں حکومت سازی کا دارومدار اعداد وشمار پر ہے، لیکن اس کا یہ قطعی مطلب نہیں کہ ملک کے اقلیتوں کو اور دلتوں کی زندگی دشوار کی جائے، آج ہجومی تشدد کی وجہ سے اقلیت طبقے کے اندر ایک خوف پیدا ہوگیا ہے کہ وہ نقل وحرکت کرنے سے پرہیز کررہے ہیں، نتیجہ ہے کہ ان کی تجارت بھی متاثر ہورہی ہے اور نوجوان طبقے کی تعلیم بھی، کیوں کہ اکثر گارجین اپنے نونہالوں کو باہر بھیجنے سے پرہیز کررہے ہیں کہ حالیہ دنوں میں ٹرینوں اور بسوں میں طالب علموں کے ساتھ جس طرح کے واقعات رونما ہوئے ہیں وہ نہ صرف غیر آئینی ہے بلکہ مسلم طبقے کے خلاف ایک منظّم سازش کا مظاہرہ ہے۔ کھانے کے نام پر اور پینے کے نام پر اگر انسان کو موت کے گھاٹ اتارا جانے لگے اور پھر اس پر سیاست ہونے لگے تو کسی مہذب سماج کے لئے اس سے بڑا بدنما داغ کیا ہوگا۔ اس ہجومی تشدد نے پوری دنیا میں ہندوستان کی شبیہ کو مسخ کیا ہے۔ کیوں کہ ہمارے ملک کا یہ پیغام رہا ہے کہ ساری دنیا ایک خاندان ہے۔ ہم امن کے پیامبر رہے ہیں۔ گوتم بدھ، مہابیر جین، گرونانک اور خواجہ غریب نواز چشتی کے فکر ونظر کے علمبردار رہے ہیں، سوامی ویویکا نند کی ہندوتو کی پہچان پوری انسانیت کی فلاح رہی ہے لیکن آج مذہب کے نام پر ہی انسانیت سوز واقعات رونما ہورہے ہیں۔ ایک خاص مذہب کے لوگوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ وہ بھی اسی ملک کا شہری ہے اور اس کے جان ومال اور تجارت، حرفت وصنعت کو نقصان پہنچانا ملک کے ترقی کی رفتار کو ضرب پہنچانا ہوگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ دانشورانِ وطن کے مکتوب کے بعد ہماری حکومت کا موقف کیا ہوتا ہے اور ملک کے انصاف پسند شہریوں کا ردِ عمل کیا سامنے آتا ہے۔ کیوں کہ اب ہجومی تشدد کی چنگاری نے شعلہ کا روپ اختیار کرلیا ہے اور اس کا دائرہ لمحہ بہ لمحہ پھیلتا ہی جارہا ہے، یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید ودینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

ضروری اعلان

مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ ایف سی آئی روڈ پھلواری شریف پٹنہ بہار کا ممتاز آئی ٹی آئی ہے، اس کے الکٹرونکس اور پلمبر ٹریڈ میں سیٹیں خالی ہیں، خواہشمند طلبہ درج ذیل نمبرات پر رابطہ کرکے داخلہ لے سکتے ہیں۔ 9431281921/9835012335

پرنسپل مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ